قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
ایکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئیے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد
ہندوستانی ایکیڈیمی ' یو - پی -
۱۹۳۱ ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

FIRST EDITION
Price, Rs 6/5.

Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذھب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

صفحہ

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ‌جات

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے هندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے هندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا هے - اس ایکاڈیمی نے مجھکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی هے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون هوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ هندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا هے -

اس عہد میں هندوستان نے مذهبی ' مجلسی اور سیاسی ' هر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذهبی اعتبار سے تو اس دور کے هندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودهہ ' جین ' هندو ' اور ان مذاهب کے صدها فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاهراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے هی فرقے معدوم هو گئے ' کتنوں هي کا ظهور هوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج هوا - ان مختلف مذاهب کی کشمکش ' ترقی ' یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب هے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا هوے جنهوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا - اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے -

یونانیوں ' چھترپوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا - هندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے - دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ' شمال میں بیس (هرش) پال ' سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے - مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا - اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے -

ان معرکةالارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں - اس زمانہ کے طرز خیال ' اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں - مجلسی نظام بھی کچھ تبدیل ہو گئے - اور صرف مجلسی حالت نہیں ' اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا - اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ہے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے هندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - هندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لوھا ، کانچ ، ھاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے هندوستان اب سے زیادہ دولت‌مند اور صاحب‌ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذهنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ، ناٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اهم اور مهتم‌بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور مہلت نہ صرف کر سکا -

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے - پہلے باب یا تحریر میں اس زمانہ کے مذہبوں، بودھ، جین، اور ہندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال، اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات، رسم علامی، طور طریق، آداب و اخلاق، اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ہے -

دوسری تحریر میں ہندوستانی ادبیات، یعنی لغات، صرف و نحو، فلسفہ، ریاضیات، نجوم، طب، سیاسیات، مالیات، صنعت و حرفت، موسیقی، فن تصویر، وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ہے - تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت، دیہی پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات، نظام حرب، اور آئین انصاف وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ہوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ہے اور نیز اُس دور کی مالی حالت، زراعت، تجارت، حرفت، تجارتی راستے، مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ہے - متذکرہ بالا مباحث میں ہر ایک اتنا اہم اور وسیع ہے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی ضرورت ہے - صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں - ممکن ہے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث روزگار نے اُنہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہون سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھہ اندازہ ہو جاتا ہے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامبے پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ ولکیہ ' ہاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ہوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن اینشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ)، سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم، شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ویشنو اور شو فرقے اور ہندوؤں کے ضمنی مذاہب اور خیالات)، وے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندوؤں کے سیاسی نظام اور مظلے)، رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش"، کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "دی ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ)، میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی)، نریندرو ناتھ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ)، ہربلاس ساردا کی تصنیف "دی ہندو سوپیریارٹی" (ہندوؤں کی فضیلت)، جان گریفتھ کی کتاب "دی پینٹنگز آف ایجنٹا" (ایجنٹا کی تصاویر)، لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "ایجنٹا فریسکوز"

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزیٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" ایوٹ، کی "ہسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (ہندوستان کا قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پتریکا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

ہندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں -

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے ویدک ، بودھہ اور جین - ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے - اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں -

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں - گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا - جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ہی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا - شاک بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ہی راجے ، برہمن ، ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے - روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) - اشوک کی کوشش سے بودھہ دھرم کی اشاعت محض ہندوستان تک محدود نہ رہی ' بلکہ ہندوستان کے باہر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھہ گیا - بعد ازاں بودھہ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذہبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرعس اور کلموک تک پھیل گیا -

بودھہ دھرم کے عقائد

یہاں بودھہ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ ہوگی - بودھہ دھرم کے مطابق زندگی مادۂ غم ہے ' زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم - اسی تمنا ' اسی ہوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک ہو جاتی ہے -

مہاتما بدھہ کے قول کے مطابق بودھہ دھرم وسطی راستہ ہے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رہنا چاہئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاہئے - ان دونوں کے بیچ میں رہنا ہی لازم ہے - خیرالاموراوسطہا - دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

---

(۱) اشوک کے کتبے - اس کا پہلا کتبہ -

اور غم انگیز هیں - جمله تکالیف کا باعث جهالت هے - ضبط نفس هی کے ذریعه روح کا نشو هو سکتا هے - حرص و هوس اور جمله خواهشات کو ترک کر دینے هي سے تکالیف کا خاتمه هوتا هے - اسي ترک خواهشات هی کا نام نروان هے - بهه نروان زندگی میں بهی حاصل هو سکتا هے - انسان پنج ارکان کا بنا هوا ایک خاص قسم کا مجموعه هے جس میں طبیعات کا درجه اولی هے - اپنی زبان میں اسی کو روح کهه سکتے هیں - بهی پانچ اسکندهوں کا مجموعه اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا هوتا هے - اسی کو تناسخ کهتے هیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر هو جانا هی مهانروان هے -

بودهه دهرم کی سب سے بڑی خصوصیت ' اهنسا پرم دهرم ' کا اصول هے - کسی طرح کی هنسا کرنا گناه عظیم هے - لیکن کچهه زمانه کے بعد هندوستان کے باهر کے بودهوں نے اس خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت هی اولی قربانی هے - بودهه دهرم کی دوسری خصوصیت یهه هے که وه خدا سے منکر هے - عبادت الهی کے بغیر بهی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا هے - تیسری خصوصیت یهه هے که وه هندو دهرم کی سب سے ممتاز صفت برن آشرم دهرم کو نهیں تسلیم کرتا - اس کی نگاه میں سبهی انسان ' چاهے براهمن هوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبه حاصل کر سکتے هیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں کرم سے کیا جانا چاہئے - بودھوں کے تین رتن بدھ، سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے -

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے - ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے - چینی سیاح اِسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے، بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی -

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقہ کی ابتدا

ترقی پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا - بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصتیں قبول کر لیں - اس کا نتیجہ ”مہایان مت“ کی صورت میں کشن خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا - اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا -

اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - بودھہ دھرم میں ایشور کی هستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھہ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھہ کے بعد بودھہ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرھست تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے منکر سنیاس ان کی سمجھہ میں آسکتا ہے اس لئے انھوں نے بھکتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھہ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتنا هی نہیں، بودھی ستووں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھہ بھکشوؤں نے متاهل زندگی بسر کرتے هوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ —— مہایان —— پر هندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھہ مثالیں نیچے دی جاتی ہیں :-

(۱) "هین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں هیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولیٰ مانا گیا ہے -

(۳) هین یان فرقے میں بدھه معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے ہے لیکن "مہایان" فرقے والوں نے بدھه کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بہار یا هندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت هوئی - انتہا یہی نہیں ' بودھه فلسفه پر هندو فلسفه کا اثر بھی پڑا - زوال کی طرف جاتا هوا بودھه دھرم هندو دھرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نه رها - هندؤوں نے بدھه کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودھه عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذهبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا هو گئی که بودھه اور هندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل هوئی - اس کا لازمی نتیجه یهه هوا که لوگ بودھه دھرم کو چھوڑ کر هندو دھرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبھی طرح کی آزادیاں تھیں - بودھه دھرم کا اهنسا کا اصول اگرچه دلفریب تھا ' پر قابل عمل نه تھا - راجاؤں کو جنگ کرنا هی پڑتی تھي - عوام بھی گوشت ترک کرنا پسند نه کرتے تھے - هندو دھرم میں یهه قیدیں نه تھیں اور پھر جب بدھه کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدھه کے معتقدوں کا رجحان بھی هندو دھرم کی جانب هو گیا - نہایت قدیم زمانه سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تھی اس کے لئے بہت عرصه تک ذات باری کے وجود سے منکر رهنا مشکل تھا - اسی طرح بودھوں کا ویدوں پر اعتقاد نه رکھنا هندؤوں کو بہت کھٹکتا تھا - کمارل



(۱) هندؤوں کا بدهه اوتار

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]

صفحه ۶

بھت اور کئی دیگر بودھہ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی - ان کی یہہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا - کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی - "شنکر دگ وجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ھے جس کا ترجمہ یہہ ھے . "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ھے ' اسے میں مانتا ھوں " -

اسی طرح دیگر برھمن علما نے بھی ھندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی - ایک تو ھندو دھرم شاھی دھرم ھو گیا اس سے بودھہ دھرم میں زوال آیا ھے - دوسرے خود بودھہ دھرم میں نقائص پیدا ھو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ھونے لگے - فروعات میں بھی اختلاف پیدا ھوتے جاتے تھے ' اس کے علاوہ بودھہ بھکشوؤں کي نمود و نمائش کی کثرت ھو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھہ گیا - اب بودھہ بھکشو ویسے متقی اور اصول پسند نہ تھے - ان میں بھی حکومت اور ثروت کی ھوس پیدا ھو گئی تھی - وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان وشوکت سے رھنے لگے تھے ' عوام کے درد و غم میں شریک ھونا انھوں نے ترک کر دیا تھا - ان وجوہ نے بودھہ دھرم پر مہلک اثر ڈالا ' حکومت کي اعانت پاکر بودھہ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ھی تیزی سے اس کا زوال شروع ھوا -

---

(۱) سنسکرت کي تصنیف ھے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان لئے گئے ھیں -

بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برھدرتھ کی وفات کے ساتھ ھی بودھ دھرم کا انحطاط شروع ہو چلا تھا - برھدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ سالار پشپ متر سنگ شنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹھا - اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو اشو میدھ یگیہ کئے - غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں - بودھ تصانیف میں اس کا ذکر موجود ہے - فی الواقع یہیں سے بودھ دھرم کا زوال شروع ہوتا ہے - اسی زمانہ میں راجپوتانے کے راجہ پاراشری پتر نے اشومیدھ یگیہ کیا - علی ھذا دکھن میں آندھر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانہ میں اشومیدھ، راجسویہ وغیرہ یگیہ کئے گئے - گپت خاندان کے راجہ سمدر گپت اور واکاٹک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھ وغیرہ کئی یگیہ ہوئے - اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ہے - اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھ دھرم کا زوال ہونے لگا پھر بتدریج اس کا زوال ہوتا ہی گیا - ہیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیروؤں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گھٹنے لگی تھی - بان بھٹ نے لکھا ہے کہ تھانیشور کے ویشں خاندان کے راجہ پربھاکرووردھن کے بڑے بیٹے راج وردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاہی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ہو جانے کی خواہش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا ، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ہرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ ھندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۷۹۰) کے شیرگڈھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا ، جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا ھندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا ھندو دھرم

جین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھہ پہلے ھندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

(۱) ویدک علم الهی هے -

(۲) ویدک دیوتاؤں ، اندر ، برن وغیرہ کي کوشش -

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی -

(۴) چاروں برن یعنی برهمن ، کشتری ، ویش شودر کا نظام تمدن -

(۵) چاروں آشرم یعني برهمچریه ، گرهست ، بان پرست ، اور سنیاس کی تنظیم -

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول -

(۷) تناسخ اور فلسفه کرم -

مهابیر اور بدهه دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا - مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے - مگر بدهه نے صرف سنیاس آشرم هی پر زور دیا - مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ، اور بدهه نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجه نه کی - بودهه دهرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے ، اس لئے یہاں هم جین دهرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاه ڈالیں گے -

جینیوں کے عقیدہ کے مطابق مهابیر چوبیسویں تیرتھنکر تھے - ان کے قبل ۲۳ تیرتھنکر پیدا هوچکے تھے - ممکن هے یهه روایت بودهوں کے ۲۴ بدهوں کی روایت پر مبنی هو ، یا بودهوں نے جینیوں سے لیا هو - مهابیر راجه سدهارتهه کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے - انهوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ' غیر ذی روح ' نجات ' عذاب ' ثواب نرک ' تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ' پانی ' آگ ' ہوا ' اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ' عادت ' تعین ' فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ' اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ' اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے ملتے ہیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوسٹھہ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ' ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ' ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر هر ایک جنس کے ایک ایک جوڑے زندہ رہ جاتے هیں - انہیں سے پھر دنیا آباد هوتی هے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باهر ' ازلی ' آزاد ، طاق ' غیر مجسم ' پاک ' مسرت مسرت ' روح هی حقیقی مختار هے ' اس سے جدا کوئی ایشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص هی الوهیت کا درجہ پاتا هے - خیال ' قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھہ پانچ مہابرت (اهنسا ' راستی ' برهم چریہ ' دیانت اور ضبط نفس) اور عفو ' انکسار ' قناعت ' ایثار ' صبط ' طہارت ' حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد هوتا هے - رحم اور اهنسا جینیوں کے خاص دهرم هیں ' وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روزہ ' برت ' اور تپسیا یہہ جینیوں میں بہت اهم سمجھے جاتے هیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش هوتی هے - کئی سادهؤوں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی هیں (۱) -

بودهہ اور جین دهرم کا دور

بودهہ اور جین دهرم میں اتنی یکسانیت هے کہ اکثر مغربی علما کا خیال هے کہ ان دونوں کا مخرج ایک هی هے اور بدهہ مہاویر کے شاگرد تھے ' پیچھے سے دونوں دهرم جدا هو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط هے - دونوں دهرم علحدہ هیں ' هاں یہہ ممکن هے کہ بدهہ نے جین دهرم کے کچھہ

---

(۱) ماخذ از آوٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی ' ص ۷ - ۶۶ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے هوں ' کیونکه گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصه تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھه تپسیا کر رهے تھے ' ممکن ھے یہه سادھو جین هوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھه پر پڑا ھو -

جین دھرم کے فرقے

بودھه دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے هیں (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برهنه رهتے هیں - سویتامبر - سفید یا زرد کپڑے پہنتے هیں - ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ھے - دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں ' سویتامبر قائل هیں - دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے هیں پر سویتامبروں کی طرح پھول ' دھوپ اور زیورات سے نہیں - ان کا قول ھے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے ' اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزله گناہ ھے - یہه تقسیم کب هوئی اس کے متعلق تحقیق کچھه نہیں کہا جاسکتا -

جین دھرم کیوں مقبول نہیں هوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھه سے پہلے هوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نه هوئی - اس کے کئی وجوہ هیں - بودھه دھرم کے اصول آغاز میں هی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصه تک سینه به سینه محفوظ رهے - ایسا مانا جاتا ھے که پانچویں سنه عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذهبی جلسہ میں انھیں قلمبند کرایا -
بودهہ بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کی زندگی سے
زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ' اس سے بھی لوگوں کا میلان
بودهہ دھرم کی طرف زیادہ ہوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم
کو وہ شاهی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ
راجاؤں نے بودهہ دھرم کی کی ' صرف کلنگ کے راجہ کھارویل
نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا
جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھہ اعانت کی تھی '
انھیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی (۱) -

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا هم ذکر کر رہے هیں اس وقت جین دھرم کا رواج
آندھرا ' تامل ' کرناٹک ' راجپوتانہ ' گجرات ' مالوہ اور بہار اور
اُڑیسہ کے کچھہ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن هی میں
زیادہ فروغ پایا - وهاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت
استعمال کرتے تھے ' جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دکھن کی تامل
وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے هی لفظ شامل هو گئے -
جینیوں نے وهاں مدرسے بھی کھولے ' آج بھی وهاں بچوں کو
حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ " اوم نمہ سدهم " پڑھایا
جاتا هے جو جینیوں کا طریقہ سلام هے - دکھن میں کئی
راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھہ رفاقت کی - تامل میں

---

(۱) هسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی وید - ج ۳ ص ۴۰۵ و ۴۰۶ -

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھہ اور مندر بنوائے - رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بننے لگیں - زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہوگیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا - چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا - مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں - کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پر زور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ ع) - جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں - تنگ بھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے - گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی - رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا - ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انھیں ویشنو بنا لیا - اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آگیا - رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا ، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں -

جس زمانه ميں دكهن ميں جين دهرم كی هوا بگڑی هوئی تهی مغربی اصلاع ميں وه سرسبز هو رها تها - راجپوتانه مالوه گجرات ميں اس كی بهت ترقی هوئی ' حالانكه ان مملكتوں كے راجه بهی شيو تهے - جين آچاريه هيمچندر هی اس عروج كا باعث كها جا سكتا هے - هيمچندر گجرات ميں ايک سويتامبر ويش كے گهر سنه ١٠٨٣ ع ميں پيدا هوا تها - فارغ التحصيل هونے كے بعد وه انل وارے كے جين دارالعلوم كا آچاريه هوا - وه سنسكرت اور پراكرت كا جيد عالم تها - سنسكرت اور پراكرت كی كتابيں اس كی يادگار هيں - گجرات كے راجه جے سنگهه اور كمارپال پر اس كا بہت زياده اثر تها - كمارپال نے جين دهرم قبول كيا اور گجرات كاتهياوار كچهه راجپوتانه وغيره اضلاع ميں اس كی خوب اشاعت كی - (١)

ان صوبوں كو چهوڑ كر هندوستان ميں اور كهيں جين دهرم نے قدم نهيں جمائے ' پيچهے سے كهيں كهيں مارواڑی تاجروں نے جين دهرم قبول كر ليا هے اور جين مندر بنوائيں هيں مگر جينيوں كی تعداد اب بهت كم ره گئی هے -

برهمن دهرم

هندوستان ميں زمانه قديم سے ويدک دهرم رائج تها - ايشور كی پرستش يگيه كرنا اور چار برنوں كی تقسيم وغيره اس كے خاص ركن تهے - يگيه ميں جانوروں كي قربانياں بهی هوتی

---

(١) ماخوذ از هسٹري آف ميڈيول انڈيا مصنفه سي وي ويد ج ٣ ' ص ٢١١ -



(۲) سیس ناگ پر سوئے ہوئے وشنو (ناراین)
[ترنوبندرم]

صفحہ ۷

تهیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں هوتی تهی - تقریباً هندوستان بهر میں یہی مذهب پهیلا هوا تها - بودهه دهرم کے عروج کے زمانه میں اس کا زور کچهه کم هو گیا تها - جین دهرم نے بهی اسے زک پهونچائی مگر ان دونوں دهرموں کے زمانه عروج میں بهی هندو دهرم معدوم نه هوا تها چاهے کمزور هو گیا هو - جوں هی بودهه دهرم کا اقتدار کچهه کم هوا ، هندو دهرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تهوڑے هی دنوں میں ان دونوں دهرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودهے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

براهمن دهرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودهه دهرم سے هندو دهرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکهیں - مورتی پوجا کب سے شروع هوئی یہه نہیں کہا جا سکتا ، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئله کے متعلق دستیاب هوئی هے وہ یہه هے که سنه ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبه میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا هے - یہه مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت هے - اس سے ثابت هے که یہه رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تها - هندو دهرم کی جوں جوں ترقی هونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذهبی فرقے بهی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے هم ویشنو فرقے کا کچهه ذکر کرتے هیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بهگود گیتا کے ورات روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکهه کر جادووں نے باسو دیو کی بهکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بهاگوت یا ساتهوت فرقے کے نام سے مشہور هوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذهبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا هو گئی تهی - اس لئے انهوں نے اس بهکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بهکتی مارگ کے جاری هو جانے کے بعد کچهه زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بهی بننے لگیں - اس کی تصدیق اب تک نہیں هو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا هے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر هے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاهم عیسوی سنہ کے قبل چوتهی صدی میں میگستهینز نے متهرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکها هے کہ وہ هیرکلس (هری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تهے - پانینی نے بهی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا هے اور اس پر شرح لکهتے هوئے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا هے - قیاس هوتا هے کہ پانینی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بهی باسودیو کی پوجا جاری هو چکی تهی - اس لئے بهاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بهی قدیم هوگی - (۱)

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بهانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھہ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذھبی کتاب "پنچ راتر سنھتا" ہے - یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا، پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا، منتروں کا پڑھنا اور یوگ سے ایشور کا درشن ھونا مانتے تھے - پھر ویشنوؤں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما، نارد، نر نارائن، کپل، دتاتریہ، یگیہ، ریشبھہ دیو، پرتھو، متسیہ، کورم، دھنونتری موھنی، نرسنگھہ، وامن، پرشورام، وید ویاس، رام، بلرام، کرشن، بدھہ، کلکی، ھنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ، کورم، براہ، نرسنگھہ، وامن، پرشورام، رام، کرشن، بدھہ اور کلکی، فائق تسلیم کئے گئے - بدھہ اور ریشبھہ کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاھر ھے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ھے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ھو - وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ھی نہیں، اب تک برابر بن رھے ھیں - کتبوں، تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ھوا

اور ادهر کے آل‌وار رادهے کرشن کے بهکت تهے - یهه امر باعث حیرت هے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تهے ' پهر بهی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا مورتوں کا کهیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بهکتی قدیم زمانہ میں رهی هو ' یہہ امر حقیقت سے بعید هے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا هونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

رامانج آچاریہ کا نرگن وششٹادویت

شنکراچارج کے ادویت‌واد کی تعلیم سے بهکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برهم ایک هی هوں تو بهکتی کی ضرورت هی کہاں باقی رهی ؟ اس لئے رامانج نے بهکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - رامانج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا هوئے تهے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تها رامانج کو ویشنو دهرم کا ایسا پرجوش حامی دیکهہ کر درپئے آزار هوا ' اس لئے رامانج وهاں سے بهاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وهاں اپنا کام شروع کیا ' پهر میسور کے راجہ وشنو وردهن کو وشنو بناکر وہ دکهن میں اپنے دهرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجهایا کہ بهکتی مارگ کے لئے

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بهنڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۴۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ہے - یگیہ ' برت ' تیرتھ جاترا ' دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ہوتی ہے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ہے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ہوتے ہیں - جیواتما اور جگت دونوں برھم سے جدا ہونے پر بھی فی الواقع جدا نہیں ہیں - اصولاً دونوں ایک ہی ہیں ' ہاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ہیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کہا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ہوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارھویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت واد کو دور کرکے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یہہ حقیقت واضح نہ ہو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ہوئی - اس نے پرم آتما ' آتما ' اور پرکرتی ' تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنہ ۱۱۹۷ع میں ہوئی - اس نے بھی ویدانت درشن اور
اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی
مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تھی' اس لئے
اس نے راماین کے ہیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا
اور اپنے شاگرد نرہری تیرتھ کو جگن ناتھ پوری میں رام اور سیتا
کی مورتیں لانے کو بھیجا - نرہر تیرتھ کے علاوہ اس کے
تین خاص شاگرد اور تھے پدم نابھ تیرتھ ' مادھو تیرتھ
اور اکشوبھیہ تیرتھ - مدھو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل
(اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد
مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بھکتی ' بزرگوں سے عقیدت
کمزوروں پر رحم ' یگیہ ' سنسکار ' ہر ایک کام کو ایشور
منسوب کرنے اور پوجا وغیرہ کے ذریعہ نجات کے قائل ہیں
یہہ لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک
سیاہ خط کھینچتے ہیں اور وسط میں سرخ نقطہ لگاتے ہیں
ان کے کپڑوں پر اکثر شنکھہ ' چکر ' گدا ' وغیرہ
نشانات بنے ہوتے ہیں - اس فرقے کی تعداد دکھنی کرناٹک
میں زیادہ ہے - مدھواچاریہ کے بعد بھی وشنووں میں بلبھ
وغیرہ فرقے قائم ہوئے ' پر وہ زمانہ زیر بحث سے بعد
ہیں -

وشنو کی مورتیں

وشنو کی مورتی پہلے چار ہاتھوں والی ہوتی تھی
دو ہاتھوں والی یہہ تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکہ پانچ



(۳) وشنو کی، چودہ ہاتھ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۲۲



(۴) وشنو جي ڪي ٽري مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير] صفحه ۲۲



(د) شیو جی کی تری مورتی

[گھارا پوری]

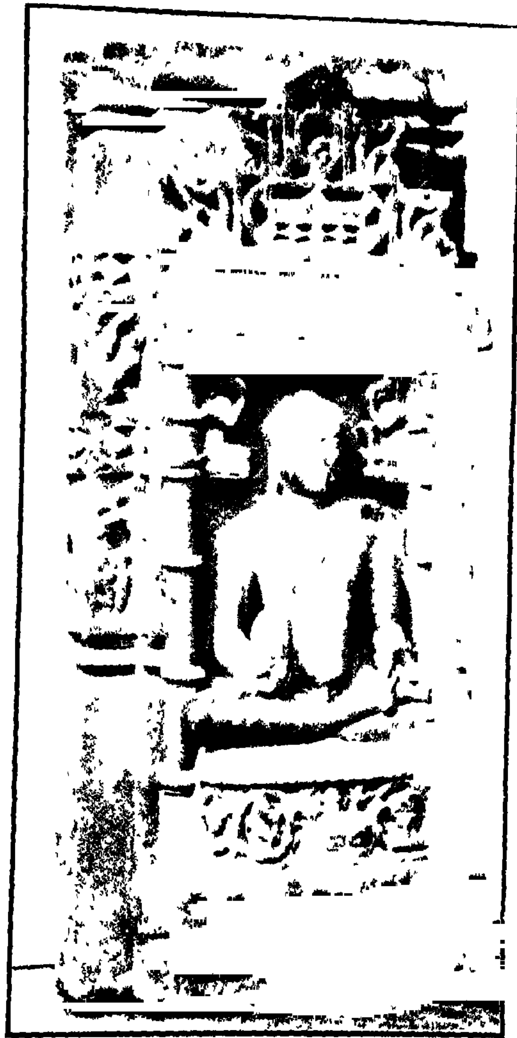
صفحہ ۲۳

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے - بدھ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں - اور کڈفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول‌دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی دو ہاتھوں والی ہی ہے - جیسے ہندووں نے بدھ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منہ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکٹ کے ساتھ وشنو کے تین منہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں - شاید یہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے - عموماً تو یہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی ہوتی تھی ، یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف چار منھہ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برہمانڈ (کائنات) اور چاروں مونہوں میں سے پورب والے سے سورج ، پچھم والے سے وشنو ، اُتر والے سے برھما اور دکھن والے سے رودر مراد ہوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی ہیں جن کے چاروں طرف منھہ نہیں ، ان چاروں دیوتاؤں کی مورتیں ہی بنی ہوئی ہیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یہہ تھا کہ کونین کا خالق شیو ہے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں ہیں - شیو کی عظیم الجثہ بڑی مورتی (تثلیث) بھی کہیں کہیں بنائی گئی ہے - اس کے چھہ ہاتھہ ، تین منھہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر ہوتے ہیں - ایک منھہ روتا ہوا ہوتا ہے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل ہے - اس کے وسط کے دو ہاتھوں میں ایک میں بجورا ، اور دوسرے میں مالا ، داہنی طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں سانپ اور دوسرے میں پیالہ ، بائیں طرف کے دو ہاتھوں میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز ہوتی ہے - تثلیث چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی ہوتی ہے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصہ ہوتا ہے - اس کے مقابل زمین پر اکثر شیو لنگ ہوتا ہے - ایسی بڑی مورتیاں بمبئی سے چھہ میل دور ایلیفنٹا ، چتوڑ کے قلعے ، سروهی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکھنے میں آئی ہیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا



(٢) اكوليش (لكوليس) كي مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ٢٥

والی ھے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ھیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ھوا ، جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ھے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ، بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انھیں خوش کیا - شیو ھاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ھوئے نمودار ھوئے - لکت ڈنڈے کو کہتے ھیں ، اسی لئے وہ لکوتدس (لکولیش یا نکولیس) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ھوا وہ کایا وتار (ریاست برودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوتیس فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ، گجرات ، کاتھیاواڑ ، دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ھیں ، جس سے ثابت ھوتا ھے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ھوتے ھیں ، ھاتھہ دو ھوتے ھیں ، دائیں ھاتھہ میں بیجورا اور بائیں ھاتھہ میں ڈنڈا ھوتا ھے - اس کی نشست پدماسن ھوتی ھے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ، گرگ ، متر اور کورش کے نام لنگ پران میں ملتے ھیں (۲۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیووں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیرووں کا کہیں نشان بھی نہیں ، یہاں تک کہ لوگ

کولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور هلاک کرنے والا سمجھتے هیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے هیں اور موکش (نجات) کے قائل هیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان هیں ۔ هنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین‌دوز هوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی هی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے هیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ هے کہ هر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا هے - جیو قدیم هے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا هے تو وہ بھی شیو هو جاتا هے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں هوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اهم سمجھتے هیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھہ هیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور رودر روپ کی پوجا کرتے هیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں هے - ان کے چھہ نشانات هیں - مالا ، زیور ، کنڈل ، رتن راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ هے کہ ان سادھنوں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا هے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے هیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی هیں ، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے هیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ، دونوں هی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے هیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا هے - بان نے هرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ہے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ہے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ہوئے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ہوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ہی ہوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ہی پائے جاتے ہوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلٹ نے کی - کلٹ اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ہے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ہے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ہے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اہنسا کی تلقین کرتا ہوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رہا تھا، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ہوا - کناڑی بھاشا کے "بسو پران" سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برہمن نے جس دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے ہے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیئے تھے - اس فرقہ میں بھی اہنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں ہندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو ہی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ ہر فرد کو چاہئے وہ سادھو ہی کیوں نہو، ادنی محنت سے کسب معاش کرنا چاہئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ہے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رہتے ہیں، جو چاندی کی ڈبیا میں رہتا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششتادوِت سے یہ فرقہ کچھ کچھ ملتا ہے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ہے - جنیو سنسکار کی جگہ وہاں دیکشا سنسکار ہوتا ہے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنھو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ھیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہاں لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذھبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ھیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیروناں سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ھے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ھیں - کانجی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹھی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ھونے کا پتہ چلتا ھے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ھوا راج سنگھہشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ھے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج‌سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماھر ھونے کا ذکر کیا گیا ھے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ھو سکا -

برھما کی مورتی

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ھے - برھما کی مورتی چار مونھوں والی ھوتی ھے - مگر

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "وشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۳۲ -

جو مورتی دیوار سے ملی هوتی هے اس کے تین هی منهه رهتے هیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا هے اس کے چاروں موںهه دکھائے جاتے هیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم هیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم هیں جن میں پوجا بھی هوتی هے - برهما کے ایک هاتهه میں " سروو " هوتا هے جو یگیه کرانے کی علامت هے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگه ملی هیں برهما پروهت بتایا گیا هے - تعجب کی بات یهه هے که جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے هیں ' ویسے برهما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتی کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی هیں - برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی هیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں هیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں اور شیو کی مورتیوں پر وشنو اور برهما کی مورتیں هوتی هیں - اس سے یهه معلوم هوتا هے که یهه تینوں دیوتا ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں هیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متاهل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخصوص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا هے اور آدھا پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی هیں - شیو اور وشنو کی مشترک مورتی کو هر هر اور



(۷) برہما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۱



(۸) لکشمی نارائن کی مورت (گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ ۔ اجمیر]

صفحہ ۳۱



(٩) اردھ ھه نارسسور کي مورت

[مدورا]

صفحه ٣١

تینوں کی مشترک مورتی کو دهری‌هر پکامہ؟ کہتے هیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برهما ، وشنو اور مهیش هی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اٹھارهوں پران انهیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق هیں - وشنو ، نارد ، بهاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شمبو سے - اور برهمانڈ ، برهم ویورت ، مارکنڈیہ ، بهوشیہ وامن اور برهم پران برهم سے تعلق رکھتے هیں -

سکتی پوجا

پرماتما کے صرف مختلف ناموں هی کو دیوتا مان کر ان کی علحدہ علحدہ پرستش نهیں شروع هوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بهی پوجا هونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی هی دیویوں کے نام ملتے هیں - براهمی ، ماهیشوری ، کوماری ، ویشنوی باراهی ، نار سنگهی ، اور اینڈری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے هیں - کچهہ خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بهی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچهہ کے نام یہہ هیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چلڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکهوں سے هے - کچهہ ایسی شکتیوں کی بهی ایجاد هوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی هیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ هیں :

آنند بھیروی ' تری پور سندری ' اور للتا وغیرہ - ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود ہوا - ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد هیں - اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی هے - (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے هیں - شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا هے - اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا هوتی هے - شاکتوں کے دو فرقے هیں ' کولک اور سمئن - کولکوں کی بھی دو قسمیں هیں - پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے هیں - پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ' مچھلی ' شراب ' وغیرہ بھی کھاتے پیتے هیں - سمئن فرقہ والے ان مکروهات سے اجتناب کرتے هیں - کچھہ برهمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے - اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی - نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منہہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا هے :-

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۲ - ۱۴۶ -



(١٠) برهماني (ماتريكا) كى مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمير]

صفحه ٣٢

(ترجمہ) - ہم منتر تنتر وغیرہ کچھہ بھی نہیں جانتے - نہ گرو کرپا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے - ہم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں -

فاحشہ عورتوں کی تلقین کرکے ہم ان سے شادی کر لیتے ہیں - ہم لوگ شراب پیتے اور گوشت کھاتے ہیں - بھکشا سے ملا ہوا اناج ہی ہماری معاش ہے اور مرگ‌چھالا ہی ہمارا پلنگ ہے - ایسا کول دھرم کسے پسند نہ آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوہ گنیش پوجا ہمارے زمانہ زیربحث سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی - گنیش یا ونایک رودر کے کے جلات کا سرغنہ تھا - یاگیہ‌ولکیہ سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکرہ ملتا ہے - مگر نہ تو چوتھی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور نہ اس زمانہ کے کتبوں میں ہی اس کا کچھہ اشارہ ہے - ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتھہ گنیش کی مورتی بھی بنی ہوئی ہے - سنہ ۸۶۲ ع کے گھٹیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بنی ہوئی ہیں - گنیش کے منہہ کی جگہ سونڈ کی ایجاد نہ جانے کب سے ہوئی - ایلورا اور گھٹیالے کی مورتوں میں سونڈ بنی ہوئی ہے - مالتی مادھو ناٹک میں بھی گنیش کی سونڈ کا ذکر ہے -

ف

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گنیس یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ہے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ہے - کنشک کے سکوں پر اسکند، مہاسین، آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائی تھی - ہیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانہ معینہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - براہمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -



(۱۱) سوریہ کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۵

هے - دیوتاؤں میں سورج کا درجه بهت ممتاز تها - بہت سے مراسم میں بهي اس کی پوجا هوتی تهی - اس کی پوجا دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ حهنیڈوں سے کی جاتی تهی - سورج کی مورتیوں کی پوجا هندوستان میں کب سے رائج هوئی یهه کهنا مشکل هے - براه‌میهر نے لکھا هے که سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے رائج کی - سورج کي مورتي دو هاتهوں والی هوتی هے - دونوں هاتهوں میں کمل، سر پر تاج، سینه پر زره، اور پیروں میں گهٹنے سے کچهه نیچے تک لمبے بوٹ هوتے هیں - هندؤوں کی پوجي جانے والی مورتیوں میں صرف سورج هی کی مورتی هے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ هوتے هیں - ممکن هے سورج کی مورتی اول خطه سرد ایران سے آئی هو جهاں بوٹ کا رواج تها - بهوشیه پران میں لکها هے که سورج کے پیر کهلے نه هونے چاهئیں - اسی پران میں ایک کتها هے که راجه سانب نے جو کرشن اور جاموتی کا فرزند تها سورج کي بهکتي سے ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم کرنی چاهی - مگر برهمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نهیں کیا که دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل هوتی هے اس سے برهم کریا نهیں هو سکتی - اس لئے راجه نے ایران کے جنوبی مشرقی حصه سے مگ قوم کے برهمنوں کو بلوایا - یهه لوگ اپنی پیدائش برهمن کنیا اور سورج سے مانتے تهے اور سورج کی پوجا کرتے تهے - البیرونی لکهتا هے ده هندوستان کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ هوتے هیں

راجپوتانہ میں ان لوگوں کو سیوک اور بھوجک کہتے ہیں - سورج کے ہزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم ہیں - ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر ہے جو سروھی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود ہے - یہہ پرانا مندر ہے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں صدی کی عبارت منقوش ہے جس میں ان عطیات کا ذکر ہے جو اسے ملے ہیں - جیسے شیو مندر میں بیل ' اور وشنو مندر میں گروڑ ان کے باھن (سواری) ہوتے ہیں ' اُسی طرح سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کھمبے کے اوپر ایک کیلی پر ایک کمل کی شکل کا پہیہ ہوتا ہے - یہی سورج کی سواری ہے - ایسے چکر آج بھی کئی مندروں میں موجود ہیں - سورج کے رتھہ کو سات گھوڑے کھینچتے ہیں - اسی لئے سورج کو سپتاشو (سات گھوڑوں کا سوار) کہتے ہیں - کئی مورتوں میں سورج کے نیچے سات گھوڑے بھی بنے ہوے ہیں - ایک سورج مندر کے باھر کی طرف سات گھوڑوں والے سورج کی کچھہ ایسی مورتیں بھی ہم نے دیکھی ہیں جن کے نیچے کا حصہ بوٹ پہنے ہوئے سورج کا اور اوپر کا برھما ' وشنو اور شیو کا ہے - پاٹن (جھالرا پاٹن ریاست) کے پدم‌ناتھہ نامی وشنو مندر کے پیچھے کے طاق میں ایسی ایک مورتی ہے جس میں برھما ' وشنو اور شیو تینوں ملے ہوے ہیں - یہہ ان کے مختلف اسلحوں سے ظاہر ہوتا ہے - یہہ مندر غالباً دسویں صدی کا بنا ہوا ہے -



(۱۳) نوگرہ میں سے سکر، سنیچر، راہو اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون‌سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تامبہ پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ہوئے ہیں - (۱)

درجے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھ دگپالیں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف متذکرۂ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانڈنی سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلی کا بھاشیہ -

ہندؤوں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ' گرہ ' نچھتر ' صبح ' دوپہر ' شام ' وغیرہ اوقات مختلفہ ' ھتھیاروں ' کلی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھی بند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رہی - تامب پتر وغیرہ کی شہادتوں سے دانا جاتا ھے کہ ایک راجہ سچا پتا وشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماھیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوئے تھے - آخر میں ہندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ' وشنو دیوی ' رودر ' اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچائتن کہلاتی ھیں - ایسے پنچائتن مندروں میں بھی ملتے ھیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ھوتی ھے - جس دیوتا کا مندر ھوتا ھے اس کی مورتی وسط میں ' باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ھوتی ھے -

ھندو دھرم کے عام ارکان

ھندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ھے - ھندؤوں کی مستند مذھبی کتاب وید ھے - ھمارے زمانہ متعلقہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ھے :-

"برھمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ھیں اور بہت

چھوڑے برہمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ہیں - برہمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ہیں ، ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودھ ہو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ہے کہ وید لکھے نہیں جاتے ہے ، یاد کئے جاتے تھے - (۱) اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ہو گیا - ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ہو گئی - یگیوں کا رواج کم ہو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی ، جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ہے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ہے -

مندروں کے ساتھ مٹھوں کی داغ بیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ہندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان مٹھوں میں رہتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ مٹھوں ، باغوں اور دھرم گھروں کا بھی حوالہ ملتا ہے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ہے - بودھوں کی رتھ یاترا کی تقلید بھی ہندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

---

(۱) جی ری وید کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ و ۴۳۵ -

لازمی نتیجہ تھا کہ مذہبی تصانیف میں بھی تغیر ہو ۔ اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں، جن میں معاصرانہ رسم کا ذکر ہے ۔ پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں ۔ برتوں کا رواج بھی عام ہو گیا ۔ کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے ۔ برت اور روزہ داری کا رواج ہندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا ۔ ایکا دشی، جنم اشٹمی، دوشہدی، درگا اشٹمی، رشی پنچمی، دیو پربودھنی، گوری تھدا، بسنت پنچمی، اکشے تریتا، وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا ہے ۔ یہاں یہہ امر غورطلب ہے کہ رام نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا ۔ غالباً اس زمانہ میں پنجاب میں رام نومی کا رواج نہ تھا ۔ اسی طرح البیرونی نے کئی مذہبی تہواروں کا بھی ذکر کیا ہے ۔ کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے ہوتے تھے ۔

ہندو سماج کی مذہبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجہ بہت اہم تھا ۔ معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذہب کی شکل دےکر ان کی پابندی نہ کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے ۔ ہمارے زمانہ متعینہ میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجہ دیا گیا تھا ۔ اچھوتوں کے ساتھہ کھانے، ناصاف پانی پینے، ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے، حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے، اونٹنی کا دودھہ پینے، شودر، عورت، گاے، برہمن اور چھتری کو قتل کرنے، شرادھہ میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ' بحری سفر کرنے ' زبردستی کسی کو غلام بنانے ' ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھہ نہ کرنے ' زنا ' شراب خواری ' گئومانس کھانے ' چوٹی کٹوانے ' جنیو کے بغیر کھانا کھانے ' وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھہ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ' اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ' کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑي جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم‌الہی هے - اس زمانہ کي اهنسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا - یگیوں میں جانوروں کي قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا - مراسم کی پابندي کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی - وہ بودھہ بھکشؤوں کے ویراگ اور راهبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا - اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ' حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - اس زمانہ میں اهنسا اور ویراگ کا رواج تھا - براهمن لوگ بھی قدیم اگنی هوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رهے تھے - ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ هو سکے - اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ هوئي - (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالپی نامي گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا هوئے - انہوں نے کم سنی هی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم هو گئے - بودھوں اور جینیوں کے دهریہ‌پن کو وہ مٹانا چاهتے تھے ' لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بھٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

---

(۱) جي وي وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ - ۱۲ -

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا - انھوں نے فلسفہ اور اہنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راھبانہ زندگی کو ھی فائق بتلایا - برھم یا یا خدا کی ہستی کو مانتے ہوے بھی انھوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا - ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے - اس لئے انھیں "کامل بودھہ" کا لقب دیا گیا ھے - انھوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الٰہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا -

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر ہم فلسفہ کے بیان میں کریں گے - وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رھے - دیگر مذاھب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے - انھوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ھے - اس لئے ہندوستان کے چاروں اطراف میں انھوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا - خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں ھیں - یہہ متھہ اب تک قائم ھیں - ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال ہوا - شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں ھی ہو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انہوں نے اسے ایسے نمایاں کام کئے کہ هندؤوں نے انہیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذهبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دهرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذهبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ هوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاهب موجود تھے اور انهیں کبھی کبھی مناقشے بھی هو جاتے تھے ' لیکن مذهبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - هندو دهرم کے متعدد فرقوں میں باهمی اختلاف هونے کے باوجود اُن میں ایک یکرنگی ' ایک موافقت نظر آتی هے - برهما ' وشنو اور مہیش میں باهمی مصالحت کا نتیجہ هی تھا کہ پنچائتن پوجا کا رواج هوا - وشنو ' شیو ' رودر ' دیوی ' اور سورج ' سب ایک هی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا هم پہلے کہہ چکے هیں - اِس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا هوگیا - هر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار راجاؤں کی مذهبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو ' تیسرا بھگوتی کا بھگت تھا تو چوتھا پکا آفتاب

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف ہندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براہمن دھرم میں ہمدردی کا خیال پیدا ہو چکا تھا - قنوج کے گہروار خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ' دو بودھہ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ہے کہ اس زمانہ میں کہ ہندوؤں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور ہی نہیں ہو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی ہونے لگی تھیں - پکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور ہندوؤں میں شادیاں ہوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی ہوتا ہے - ایسی کتنی ہی نظریں ملتی ہیں کہ باپ ویشنو ہے تو بیٹا بودھہ ' اور بیٹا ہندو ہے تو باپ بودھہ - دونوں مذاہب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا ہو گئی تھی کہ ان کی مذہبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی ہندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ' بودھوں اور ہندوؤں کے دھرم میں ۲۴ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بڑی بہت یکسانیت ہے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براہمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب ہو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود ہو گیا تھا - ہندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ ہو رہا تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو ہی تھے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری رہے گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انھوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی ' اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے ' جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزاد روی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی - راشٹر کوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت کی - تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب ' نئی زبان اور نئی تہذیب لائے -

---

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں ترین نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براھمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براھمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براھمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انھیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - " دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براھمن کہلاتے ہیں "

ان میں سے کتنے هی شاعر هیں، کتنے هی جوتشی، کتنے هی فلسفی اور الٰهیات کے ماهر - یهه سب راجاؤں کے دربار میں رهتے هیں" - (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا هے کہ براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا هے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا، زیادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری هوتے هیں - (۲)

براهمنوں کا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا، یگیه کرنا اور کرانا، دان دینا اور لینا تها - بودهه دهرم کے عروج کے زمانه میں برن بیوستها کی پابندی کے باعث براهمنوں کا وقار کچهه کم هو گیا تها - اور یهه کام ان کے هاتهه سے نکل گئے تهے - یگیه وغیرہ کے بند هو جانے سے بهت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے - اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بهی ترمیم هوئی - بودهه مت میں کهیتی معیوب سمجهی جاتی تهی، اسے گناہ خیال کیا جاتا تها - اس لئے کتنے هی ویشوں نے بودهه هو کر کهیتی ترک کر دی تهی - یهه موقع دیکهه کر بهت سے براهمن کهیتی پر گزر بسر کرنے لگے - پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کهیتی کرنے کا مجاز هے - اس کے علاوہ اس زمانه کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحه استعمال کرنے کی اجازت بهی دی گئی - اتنا هی نهیں،

---

(۱) هسٹری آف انڈیا مصنفه الیٹ جلد اول صفحه ۶ -

(۲) سی وی وید، هسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ -

اس زمانہ کے براهمن صنعت و دستکاری ' تجارت ' اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ' تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ' دودھہ ' شہد ' شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھہ کر براهمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ' جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذہب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رہا - سیاست میں ان کے ساتھہ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ' کسی خاص برن کی قید نہ رہی - (۱)

براهمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعهدہ کے آغاز میں ہم هندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے هیں - اگیارهویں

---

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں هی کا ذکر کیا هے (۱) ' مگر همیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم هوتا هے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھ لکھا هے وہ سماج کی حالت کا مشاهدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا هے ' جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براهمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براهمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے هی هوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامبر پتر میں بھاردواج گوتر ' یجرویدی شاخ کے برهمن کا ذکر هے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہن نامی مقام پر ملا هے براهمنوں کے ناموں کے ساتھہ ساتھہ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا هے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براهمنوں کی سکونت هی کا حوالہ ملتا هے - بڑانگر کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براهمنوں کا ذکر هے - کونکن کی بارهویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براهمنوں کے نام دئے گئے هیں جن کے گوتر تو هیں ' شاخیں نہیں ' مگر ان میں براهمنوں کے ال بھی دیئے گئے هیں جو

---

(۱) البیرونی کا هندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشہ سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں - بارھویں صدی میں ایسے الوں کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :- دیکشت ' راؤت ' تھاکر ' پاتھک ' اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ - اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ' پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا - کتبوں میں ہمیں پنڈت ' دیکشت ' دوی ویدی ' چتر ویدی ' اوستھک ' ماتھر ' تری پور ' اکولا ' ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں - بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے - یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی - ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ' مثلاً غذا میں اختلاف ' گوشت‌خور یا سبزی‌خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں - رسم و رواج ' خیالات ' اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں - فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ' چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی - اُس زمانہ تک براہمن پنچ گوڑ یا پنچ‌دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوئے تھے - یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) - گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌اشان مندر بنوایا ' جس کی

(۱) سی وی وید کی هسٹری آف میڈیول انڈیا ' ج ۳ ص ۳۷۵ - ۳۸۱ -

پرتشٹها کے لئے اُس نے قنوج ' کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک هزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنهیں وهیں رکهه لیا - شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے - گجرات میں آباد هونے کے باعث پیچهے سے ان کا شمار بهی دراوڑوں میں هونے لگا ' حالانکه اُن کا شمار گوڑوں میں هونا چاهئے تها (۱) -

چهتری اور ان کی فرائض

براهمنوں کی طرح چهتریوں کا بهی سماج میں بہت اونچا درجه تها - ان کے خاص فرائض رعایاپروری ' یگیه ' دان اور مطالعه تها - فرمانروا ' سپهسالار ' فوجی منصبدار ' وغیرہ بهی هوتے تهے - براهمنوں کے ساتهه میل جول رکهنے کے باعث بر سر حکومت چهتریوں میں تعلیم کا اچها رواج تها - بہت سے راجه بڑے بڑے عالم هو گزرے هیں - هرش وردهن ادبیات کا ماهر تها - پوربی چالوکیه راجه ونیادتیه ریاضیات کا عالم تها ' جس کی وجه سے اُسے گنک کہتے تهے - راجه بهوج کا تبحر مشہور هے - اُس نے مادیات ' صرف و نحو ' عروض ' یوگ شاستر اور نجوم وغیرہ علوم پر کئی عالمانه کتابیں لکهیں - چوهان وگرہراج چہارم کا لکها هوا هرکیلی ناٹک آج بهی کتبوں پر لکها هوا موجود هے - اسی طرح اور بهی کتنے هی راجاؤں کی تصانیف ملتی هیں - برن کے نظام کے درهم برهم هو جانے اور اکثر چهتریوں کے

---

(۱) تاریخ راجپوتانه از مصنف - جلد ۱ صفحه ۲۱۵ -

پاس زمین نه رهنے کے باعث بیکار هو گئے اور اُنهوں نے بهی براهمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجه یهه هوا که چهتری دو حصوں میں تقسیم هو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بهی اپنا کام کرتے تهے - دوسرے وہ جو کهیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تهے - ابن خوردار نے هندوستان میں جو سات طبقے بتلائے هیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یهه دونوں طبقے بهی شامل تهے - (۱)

پہلے چهتری بهی شراب نهیں پیتے تهے - المسعودی لکهتا هے که اگر کوئی راجه شراب کا عادی هو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نهیں رهتا (۲) - هیونسانگ کے زمانه میں چهتری بهی براهمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکهے جاتے تهے - وہ لکهتا هے "براهمن اور چهتری دونوں نیک اطوار' نمود و نمائش سے دور رهنے والے' سادہ زندگی بسر کرنے والے' کفایت شعار اور بےلوث هوتے هیں" -

پہلے چهتری بهی بہت سی ذاتوں میں منقسم نه تهے' مہابهارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چهتریوں کا ذکر آتا هے' اور یهه نسلی امتیاز روز بروز بڑهتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۱ خاندانوں کا حواله هے - اس زمانه تک بهی چهتریوں میں ذاتوں کی تفریق نهیں پیدا هوئی تهی -

---

(۱) سی وی وید کی هستری آف میڈیول انڈیا' ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -

(۲) الیٹ کی تاریخ هندوستان جلد اول صفحه ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان ' یگیہ تحصیل بیوپار ' علم ' لین دین اور زراعت - بودھہ زمانہ میں برن کا نظام درهم برهم هو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ' بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ' جیسا هم اوپر لکھہ چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا - هوینسانگ لکھتا هے که تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اٹھاتا هے - چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے ' سپه سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانه زیر بحث کے آخری حصه میں ان میں ذات کی تفریق شروع هوئی ' کتبوں سے یہی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا ' یہه لوگ اچھوت نه تھے - براهمنوں ' ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پنچ مهایگیه کرنے کا مجاز تھا - پتنجلی کے مهابھاشیه اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مهابھاشیه پردیپ سے اس کی

---

(۱) واٹرس آن هیون سانگ جلد ۱ صفحه ۱۶۸ -

تصدیق ہوتی ہے (۱) - رفتہ رفتہ ان کے کام بھی بڑھتے گئے ' اس کا خاص سبب تھا کہ ھندوسماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجھنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بھی چھوڑ دی ' اس لئے ھاتھہ کے سب کام شودروں نے لے لئے - شودر ھی کسان ' لوھار ' معمار ' رنگریز ' دھوبي ' جولاھے ' کمھار وغیرہ ھونے لگے - ھمارے زمانہ زیر بحث میں ھی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں - کساں تو شودر ھی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف داتوں میں تقسیم ھو گئے - ھویلسانگ لکھتا ھے بہت سے ایسے فرقے ھیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں مانتے - البیرونی لکھتا ھے شودروں کے بعد انتجوں کا درجہ آتا ھے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے ھیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بھی نہیں شمار کئے جاتے - یہہ لوگ آٹھہ طبقوں میں منقسم ھیں : دھوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈھال بنانےوالے ' ملاح ' دھیور ' جنگلي پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاھے - چاروں برن والے ان کے ساتھہ نہیں کھاتے - شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ - ۴ - ۱۰ اس سوتر کي تفسیر پتنجلی نے یوں کي ھے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعني جو شودر یگیہ کرنے کے مجاز ھوں وہ ذات باھر نہ سمجھے جائیں - اس کي تفسیر کرتے ھوے کیٹ نے لکھا ھے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رهتے هیں (۱) - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی مذهبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں -

کایستھہ

ان برنوں کے علاوہ هندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے - براهمن یا چھتری جو محرری یا اهلکاری کرتے تھے کایستھہ کہلاتے تھے - پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ تقسیم نہ تھی - کایستھہ اهلکار هی کا مترادف ہے ' جیسا کہ آٹھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم هوتا ھے جو کوٹہ کے پاس کن سوا میں ہے - یہہ لوگ شاهی مناصب پر بھی مامور هوتے تھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم هونے کے باعث انھیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رهتی تھیں - سیاسی سازشوں اور ملکی ریشہ دوانیوں میں اُنھیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگیہ ولکیہ میں ان کے هاتھوں سے رعایا کو بچائے رهنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے - زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براهمن چھتری ویش سبھی ملے هوئے هیں - سورج دھج کایستھہ اپنے کو شاکدویپی براهمن بتلاتے هیں اور والبھہ کایستھہ چھتری ذات کے هیں ' جیسا کہ سوڈھل کی تصنیف " اُودے سندری کتھا " سے واضح ہے -

---

(۱) البیرونی کا هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

انتم

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ' چانڈال اور مری‌تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری‌تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باهمی تعلق

هندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باهمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم هوتا ہے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی هوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ' نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براهمن مرد چھتری ' ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براهمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر همارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براهمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ہے - اس طرح مندور کے پڑهاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براهمن هرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی هونے کا ذکر کیا گیا ہے - براهمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوهان لڑکی اونتی‌سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براهمنوں کے شادی هونے کی نظیریں ملتی هیں - گلواڑا گاؤں کے قریب کی ایک بودھہ گپھا کے ایک کتبہ میں بلور ملسی براهمن سوم کے براهمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ہے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براهمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف "دش کمارچرت" سے پایا جاتا ہے کہ پاٹلی پتر (قدیم پٹنہ) کے ویشروں کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجہ کسم دھنوا سے هوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی هیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہہ کہ همارے زمانہ زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے نسل کا لڑکی نیچے نسل کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتھہ نہ هوتے تھے جنھیں پنچ‌یگیہ کرنے کا مختار نہ تھا - زمانہ قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براهمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا هو براهمن هی سمجھا جاتا تھا ' جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا هوئے تھے ' یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی رینوکا سے پیدا هوئے تھے ' براهمن کہلائے -

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۶ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

پیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شنکھہ اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باھمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ھوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں تک بڑھا کہ شادي کا دائرہ اپنی ذات تک ھی محدود ھو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرھیز نہ کرتے تھے - براھمن اور سب برنوں کے ھاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم ھوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات ھمارے زمانہ کے آخري حصہ میں بھي پیدا نہ ھوا تھا - البروني لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رھتے تھے اور ایک دوسرے کے ھاتھہ کا کھاتے پیتے ھیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی ھندوستان سے متعلق ھو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ -

(۲) سي وي وید کی ھستري آف میڈیل انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا " ھندوستان " جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ منافرت رفتہ رفتہ سبھی برسوں میں بڑھتی گئی -

ہندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

ہندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلماء اگر برہمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرہستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اہلِ ثروت بڑے بڑے عالیشان مکانوں میں رہتے تھے - کھانے ' پینے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے ہوتے تھے - کمروں میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رہتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے ہوا کرتے تھے جہاں لوگ ہزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - ہرش کے زمانہ میں ہر پانچویں سال عظیم‌الشان مذہبی جلسے ہوا کرتے تھے جن میں ہرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - ہیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا ہے - اُن کے علاوہ ہر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذہبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ ہوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اہم ہوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم ہے - اِن میلوں میں بہت دھوم دھام ہوتی

تھی - اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے - ہندؤوں میں تہواروں کی کثرت ہے اور وہ لوگ انھیں بڑے حوصلہ سے مناتے تھے - ان میلوں کا ہندؤوں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا - ہولی کی تقریب میں پچکاری سے رنگ ڈالنے کا بھی رواج تھا ' جیسا کہ ہرش نے رتناولی میں لکھا ہے (۱) - لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا ذکر بھی ملتا ہے - اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ہے جہاں شہروالے تفریح کے لئے جایا کرتے تھے - ناٹک ' رقاصی ' موسیقی ' اور تصویرنگاری میں کہاں‌تک ترقی ہو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جاےگی - کبھی کبھی باغوں میں بڑی بڑی دعوتیں ہوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - لوگ طوطا مینا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے - لوگوں کی تفریح کے لئے مرغوں ' تیتروں ' بھینسوں اور مینڈھوں کی لڑائیاں بھی ہوتی تھیں - پہلوان کشتی لڑتے تھے ' سواری کے لئے گھوڑوں ' رتھوں ' پالکیوں اور ہاتھیوں کا رواج تھا - سیر دریا کا بھی کافی رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں - اس میں عورت مرد سب شریک ہوتے تھے - عورت مرد مل کر

---

(۱) धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः । सद्यः सान्द्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ہرش مصنفہ رادھا کمد مکرجی صفحہ ۱۷۵ - ۷۶ -

جھولا بھی جھولتے تھے - دول کا میلہ بارش کے دنوں میں ہوا کرتا تھا - یہہ رواج آج بھی سارے ہندوستان میں قائم ہیں - ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بھی کھیلے جاتے تھے - جوئے کا بہت رواج تھا ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رہتی تھی - قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ' جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا ہے (۱) - چھتری شکار خوب کھیلتے تھے - راجے اور راجکمار سار و سامان کے ساتھہ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے - شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا - شکاری کتے بھی ساتھہ رکھتے تھے -

پوشاک

بعض علما کا خیال ہے کہ ہرش کے زمانہ تک ہندوستان میں سینے کا فن نہ پیدا ہوا تھا (۲) - وہ اس دعویٰ کی دلیل میں ہیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے ہیں (۳) ' لیکن ان کا یہہ خیال باطل ہے - ہندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبھی طرح کے خطے موجود ہیں - یہاں نہایت قدیم زمانہ سے ہر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے - ویدوں اور براہمن گرنتھوں میں سوئی کا نام ' سوچی ' یا ' بیشی ' ملتا ہے - تیتریہ براہمن تین قسم کی سوئیوں کا حوالہ دیتا

---

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے ہوئے کتبے سے -

(۲) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۸۹ -

(۳) واٹرس آن ہیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ -

ہے : لوہے ، چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قمیچی وو بھورج کہا ہے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ہے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شامول کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ہوا کپڑا ہوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ہے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ہی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ہے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ہمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ ہمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ہمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انترِیہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باہر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۱) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریہ براہمن ۳ - ۹ - ٦ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱٦ -

(۳) اتھرووید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براہمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(٦) رگ وید ۲ - ۳ - ۹

تھلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی صورتیں ملبوش ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چپائیوں اور تین چپائیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیوپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچڑی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا - ہیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اُون کے

(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز ' پلیٹ ۱۴ -

(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -

(۳) اسمتھ آکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۵۹ -

(۴) رادھا کمد مکرجی ' ہرش ' ۱۷۰ - ۱۷۷ -



(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

[اجنتا کے غار سے]

صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۹۴



(۱۶) عورت کے سر میں بال کی سنوار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کتواتے تھے - چھکرو، لمبي ڈاڑھي رکھتے تھے - جيسا که ہان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ھوتا ھے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نه پہنتے تھے (۱) -

زیور

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ھی گہنوں کے شوقین تھے - ھیونسانگ لکھتا ھے که راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ھار، انگوٹھیاں، کڑے، اور مالائیں ان کے زیور ھیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند، سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کتنے ھی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگه چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ھوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ھیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ھاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ھاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں، بازو پر مختلف قسم کے بازوبند، گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ھار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کبھی کھلے، کبھی پٹی سے بندھے ھوئے اور کبھی چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سي وي ويد کي هسٹري آف مڈيول انڈيا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواھر نگار گھلے پہن سکتی تھیں (۱) - ھر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ھے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ھوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاھی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ھوتی تھیں - بان بہت اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ھے ، مثلاً برجستہ شعر گوئی ، قصہ گوئی ، تاریخ اور پران کا سماع ، موسیقی ، پہیلیاں ، چوپڑ ، وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ھے - ھندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ھیں ، کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ھیں ، جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ، کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ، چاندی ،

---

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ہیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ہے حالانکہ اب اس کی جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ہے -

ہندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھہ ، گھی ، گڑ اور شکر تھی - الادریسی انھل واڑے کے بیان میں لکھتا ہے : " وہاں کے لوگ ، چاول ، متر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ہوں کھاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ہلاک نہیں کرتے ' (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ہوتا گیا - ہندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ ہندو ہوے تو اہنسا اور سبزی خوری کو اپنے ساتھہ لائے - ہندو دھرم میں گوشت خوری گناہ سمجھی جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ہو گئی تھی - مسعودی لکھتا ہے کہ براہمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھی براہمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ہے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براہمن گنہگار ہو جاتا ہے - رفتہ رفتہ گوشت‌خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سی وی ویدیہ کی ہسٹری آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براہمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا - چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے - ہرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ہے - کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی - پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ ان کا استعمال کرتے تھے انہیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا - شمالی ہندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا - چنڈال ہر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رہتے تھے -

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا - دوئیجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی - براہمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے - المسعودی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ہے - لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا - عربی سیاح سلیمان لکھتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے - اس کا قول ہے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی‌الواقع راجہ نہیں ہے - آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں ' تو جو راجہ خود متوالا ہو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ہے (۱) - واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے - اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ - (ناگری پرچارنی سبھا) -

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھہ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی - چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھہ پیچھے سے پیدا ہوا -

متذکرہ‌بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے - ان کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی - کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں - پنچ مہایگیہ ہر ایک گرہستھہ کے لئے لازمی تھا ، مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی - یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھہ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم ہوتے تھے - مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھہ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ، ہمارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا -

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا - یہہ رواج ہمارے زمانہ زیر تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا - منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارھویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ، کریت (خریدا گیا) ، لبدھہ (دان‌امیں ملا ہوا) ، دایا دو پاگت (خاندانی) ، اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) ،

آهت (روپیہ دے کر اپنے پاس رکھا هوا) ، رین داس (قرض کی علت میں رکھا هوا) ، یدهہ پراپت (لڑائی میں پکڑا هوا) ، پلیتجت (جوے وغیرہ میں جیتا هوا) ، پرسرجیاوست (سادهو هونے کے بعد بگڑ کر بنا هوا) ، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا هوا) ، بڑواهریت (گھر کی لونڈی کے فراق میں آیا هوا) ، اور آتم‌بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچھہ کھاتا تھا اُس پر اس کے مالک کا حق هوتا تھا - کچھہ لوگ غلاموں کو چوری کر کے انھیں بیچ ڈالتے تھے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر ، قابل نفرت اور شرمناک نہ تھی - یہہ غلام گھروں میں گھر کے آدمیوں کی طرح رهتے تھے - تیوهار اور تقریبوں میں غلاموں کی بھی خاطر کی جاتی تھی - جو غلام تندهی سے کام کرتے تھے اُن کے مالک اُن کے ساتھہ بہت اچھا سلوک کرتے تھے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتھہ رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے هوے تھے - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی میں لکھا هے کہ زبردستی غلام بنائے هوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نہ کر دے تو راجہ انھیں آزاد کرا دے - کوئی سانحہ پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صلہ میں غلام آزاد کر دیا جاتا تھا (۱) - نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکھا هوا هے کہ آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جائے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گائیں دےکر، آھت غلام روپئے دےکر، لڑائی میں پکڑے ہوئے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ہوئے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دےکر یا عوض دےکر آزاد ہو سکتے تھے (۱) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آزاد غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اٹھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا ' اب تو میرا غلام نہیں ہے ' - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں نے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توہمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توہمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(۱) متاکشرا صفحہ ۲۴۹ - ۵۰ -

هندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تها - آتهرو وید میں تسخیر ' تالیف ' تخویف وغیرہ کا ذکر موجود هے - راجہ کے پروهت آتهرو وید کے عالم هوتے تهے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بهی کام میں لاتا تها - همارے زمانہ زیر بحث میں ان توهمات کا بہت زور تها - بان نے پربهاکرووردهن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب دُ شدهہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا هے (۱) - کادمبری میں بهی بان نے لکها هے کہ ولاس‌وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تهی ' گلڈے باندهتی تهی ' گیدڑوں کو گوشت کهلاتی تهی ' بهوتوں کو خوش کرتی تهی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تهی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکهہ کے حلقے بنانے ' گوروچن سے بهوج‌پتر پر لکهے هوے منتروں کے جنتر باندهنے ' چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکهوں کے اُرسیلے ' سفید سرسوں بکهیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا هے (۲) - بهوبهوتی نے مالتی‌مادهو میں لکها هے کہ اگهورگهنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تها - '' گوڈوهو '' میں بهی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر هے - ان اسباب سے ظاهر هوتا هے

---

(۱) بان کا هرش چرت صفحہ ۱۵۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توهمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈاکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھوتسو ' نامی کاویہ سے ظاهر هوتا هے که راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ هوگا - زمانہ قدیم سے هی هندوستانیوں کے اطوار بہت هی پسندیدہ اور نیک رهے هیں - میگاستھنیز نے لکھا هے که وہ لوگ سچ بولتے تھے ' چوري نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی همسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انھیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ هوتي تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہیں تھی - همارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار هونے کی خوب تعریف کی هے - هیونسانگ لکھتا هے که هندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور هیں - وہ کسي کا مال غصب

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ همیشہ حق کی حمایت کرتے هیں ' حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ھے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام هیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے هیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال هوتا جاتا ھے - (۱) تیرهویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبدالله بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے هوے لکھتا ھے کہ هندوستان کی آبادی بہت گھنی ھے ' وهاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے هیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرهویں صدی) نے لکھا ھے کہ براهمن اچھے تاجر اور حق پرور هیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے هیں - وہ طویل‌العمر هوتے هیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رهتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیٹ ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -

(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ھیں - بعض اوقات براھمن بھی ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ھے - (۱)

ھندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو - زمانہ سلف بعہد میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - رامایِن اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتی اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

---

(۱) سی وی وید ' ھسٹری آف میڈیول انڈیا ' جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا ھے کہ راج شری کو بودھہ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمتر کا تقرر ھوا تھا۔ بہت سی عورتیں بودھہ بھکشو بھی ھوتی تھیں جو یقیناً بودھہ عقائد سے کما حقہ واقف ھوتی ھوں گی - شنکرا چاریہ کے ساتھہ شاستراتھہ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور ھے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ روزگار تھی - راج شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف راے کا اظہار کرتے ھوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا ھے ھاں تین مقامات پر اس نے اونتی سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا ھے - اونتی سندری نے پراکرت میں مستعمل ھونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں ھر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی ھی تصنیف سے پیش کی تھی - ھیم چندر نے اپنی دیسی نام مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف راے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے ھیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاھر کرتا ھے - "مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ ھوں - ملکہ تو روح میں ھوتا ھے ' وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں ' ارباب نشاط ' پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماھر اور شاعرہ دیکھی جاتی ھیں (۱) - ھمارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ہیں - اِندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ھي نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دي جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی - فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - بان نے راج سری کو گانا ، ناچنا وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ھے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتي ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ جس وقت ھون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ھرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبري میں لکھا ھے کہ بلاس وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براھمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کي کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولي - ایکٹ ۲ -

راج سری ہیونسانگ سے خود ملی تھی - اُس زمانہ کے ناٹکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ہے - سیاح ابوزید نے لکھا ہے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تھیں، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتھہ عورتیں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے - عورتیں فوجی ملازمت بھی کرتی تھیں، اور راجاؤں کے ساتھہ دربار، ہوا خوری، لڑائی وغیرہ میں شریک ہوتی تھیں - وہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتی تھیں - کہیں کہیں لڑائی میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ہے - دکھن کے پچھمی سولنکی وکرما دیتہ کی بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع ہوئی تھی - اور فن سیاست میں اتنی ماہر تھی کہ چار صوبوں پر حکومت کرتی تھی - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعہ کا محاصرہ بھی کیا تھا - اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن نہ تھا - اتنا البتہ تحقیق ہے کہ راجاؤں کے محلوں میں ہر خاص و عام کو جانے کی اجازت نہ تھی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ہوا - شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وہاں اونچے خاندانوں میں گھونگٹ اور پردہ دونوں ہی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ہوا وہاں پردہ یا گھونگٹ کا رواج بھی نہ چلا - آج بھی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ہندوستان میں کہیں پردہ تھی ہے اور کہیں ہے بھی تو برائے نام -

سادی

منو اسمرتی میں ، جو ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے بن چکي تھی آتھہ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براھم ، دیو ، آرش ، پراجاپتہ ، آسر ، گاندھرو ، راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آتھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو ھي مرجح کہا ہے - وشنو اور شنکھہ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو ھی جائز کہا ہے - ھاریت اسمرتي میں تو صرف براھم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت اردواج کی رسم موجود تھی - راجہ ، سردار اور اہل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کاچوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ہونے کا ذکر ملتا ہے - اس زمانہ تک کمسنی کي شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے - شکنتلا اس وقت بالغ ہو گئی تھی - گریھیہ سوتروں میں شادي کے کچھہ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ہے - اس سے صاف ظاهر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتي تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کي عمر ۱۶ بتلائي ہے - راج سری کی عمر شادي کے وقت ۱۲ سال تھی - کادمبری سے معلوم ہوتا ہے

که مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادي کے قابل تهي - هاں همارے دور متعینه کے آخری حصه میں کم‌سنی کي شادیوں کا آغار هو چلا تها - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیاده زور پکڑا - بدهوا بواه اگر پہلے کی طرح عام نه تها ' لیکن متروک بهی نه هوا تها - یاگیه‌ولکیه اسمرتي میں بدهوا بواه کا ذکر موجود هے - وشنو نے یہاں تک لکها هے که باکره بدهوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا هو وه جائداد کا وارث بهی هے - پراشر تک نے لکها هے که اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادهو بن گیا هو ' لا پته هو گیا هو ' ذات سے خارج هو گیا هو ' یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وه دوسری شادی کر سکتي هے - مشهور جین منتری وستوپال تیج‌پال کا بیوه سے پیدا هونا مشهور هے - یهه رواج رفته رفته کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پهننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکهتا هے که عورت بیوه هو جانے پر شادي نہیں کر سکتی - بدهواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بهي عام عورتوں سے جدا هوتے تهے - بان نے راج شری کے بیوه هو جانے پر اس کا ذکر کیا هے - آج بهي اونچی ذاتوں میں بدهوا بواه کا رواج نہیں ' مگر نیچی ذاتوں میں عام هے -

رسم ستی

ستی کا رواج همارے زمانه کے کچهه پہلے شروع هو گیا تها - اور مخصوص میں کسی نه کسی وجه سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا - ھرش کی ماں خود ستی ہو گئی تھی - ھرش چرت میں اس کا ذکر موجود ھے - راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار ہو گئی تھی ، پر ھرش نے اُسے روک لیا - ھرش کی تصنیف "پریہ درشیکا" میں وندھیہ کیتو کی عورت کے ستی ہونے کا ذکر آیا ھے - اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبہ سے بھانوگپت کے سپہ سالار گوپ راج کی بیوی کے ستی ہونے کی نظیر موجود ھے - البیرونی لکھتا ھے "بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی ھیں ، یا ستی ہو جاتی ھیں - راجاؤں کی عورتیں ، اگر بوڑھی نہ ھوں تو ستی ہو جاتی ھیں" (۱) - سبھی بیواؤں کے لئے ستی ہونا لازمی نہ تھا - یہہ امر عورتوں کی مرضی پر منحصر تھا -

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نہ تھی - اُن کی کماحقہ عزت و تعظیم کی جاتی تھی - وید ویاس نے منو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا ھے وہ پڑھنے لائق ھے - اُس کا لب‌لباب یہہ ھے - عورت شوھر سے پہلے اُٹھہ کر گھر صاف کرے ، اشنان کرے اور کھانا پکائے ، شوھر کو کھلاکر پوجا کرے - تب خود کھائے باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے - شام کو بھی گھر میں جھاڑو

---

(۱) البیروني جلد ۱ - صفحہ ۱۵۵ -

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ہے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے ۔ وہاں دیوتا رہتے ہیں - اُسی میں لکھا ہے - آچارج اپادھیاے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ہے ۔ لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل تعظیم ہے - عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق هم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

---

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ، پرمغز اور بلندپایہ تھا - علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ، صرف و نحو ، آیورویدا ، نجوم ، ریاضیات ، نطربات ، صنعت و حرفت ، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھہ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں‌گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ، ناٹک ، ناول ، قصے ، کہانیاں ، علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ دی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زباں کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ، تامپ پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستاں کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بھاشا عوام کی زبان تھی - یہی بول چال کی زبان تھی - اس کا ادب بھی بہت ترقی کر چکا تھا -

(۳) جنوبی ہند میں اگرچہ علما میں سنسکرت کا رواج تھا، مگر وہاں بول چال کی زبان دراوڑی تھی، جس میں تامل، تلگو، ملیالم، کناڑی وغیرہ زبانیں شامل تھیں - ہمارے زمانہ میں ان زبانوں کا ادب بھی ترقی کے شاہراہ میں گامزن ہوا - اب ہم سلسلہ وار ان تینوں بھاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے ہیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے ہمارا دور مخصوص ترقی کر چکا تھا - ہمارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون ہو چکا تھا، لیکن اس زمانہ میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رہی - ہم اس زمانہ میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب، یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکھتے - اس کا خاص سبب یہ ہے کہ عیسیٰ کی قبل چھٹویں صدی میں پانڈی نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یہ حوصلہ نہیں ہوا کہ وہ پانڈی کے اصولوں سے منحرف ہو، کیونکہ پانڈی کو لوگ مہرشی سمجھتے تھے، اور سب کو ان سے عقیدت تھی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تھا - یہ حالت زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے - جبھی تو پتنجلی نے بھی پانڈی کے سوتروں میں بعض

سوالوں پر غلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانڈی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۴۰۰ عیسوی سے نہیں، اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - حداے سخن کالی داس، بھاس، اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۴۰۰ عیسوی کے بعد نہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر، ناٹک، اپدیاس، کتھائیں وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوری ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پتہ دے رہی ہیں - اس زمانہ کی موجودہ نظموں اور ادبیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ کی زیادہ تر تصانیف رامائن اور مہابھارت کے واقعات سے ہی ماخوذ ہیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیہ کتابوں کی تعداد بہت تھوڑی رہ جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے ہیں -

کراتارجن -- اس کا مصنف بھاروی ساتویں صدی میں ہوا تھا - اس کا تعلق مہابھارت کے واقعات سے ہے - یہ مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نہیں، سیاسیات کے اعتبار سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف ہے - اس کے آخری حصہ میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے ہیں - ایک شلوک میں تو "न" کے سوا اور کوئی حرف ہی نہیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त ہے (۱) -

امروشتک بھی ایک لاثانی شاعرانہ تصنیف ہے - اس کے متعلق مشہور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکھا ہے کہ مصنف عشاق کی خوشی اور رنج، فراق اور وصال کے جذبات لکھنے میں یدطولیٰ رکھتا ہے -

بھٹی کاویہ -- اسی بھٹی نے جو ولبھی راجہ دھرسین کا وظیفہ‌خوار تھا، ادبیات کے پیرایہ میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ھے - اس کے ساتھہ ھی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ھے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ھاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ھوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات، لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ھے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ھے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ھے، بھاروی لطافت معنوی میں یکتا، ڈنڈی محاسن شاعری میں فرد، لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ھے" -

نلوادے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ھے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ھے - قافئے صرف آخر میں نہیں، وسط میں التزاماً لائے گئے ھیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ھے -

راگھو پانڈوی -- اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں راماین اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ھیں - ھر ایک شلوک کے دو معنی ھوتے ھیں - ایک راماین کی کتھا کا مظہر ھے، دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ھیں -

پارشوابھیودے — یہ کتاب جین آچارج جن سین نے دکھن کے راشٹرکوٹ راجہ اموگھہ برش (نویں صدی) کے زمانہ میں لکھی - اس کی خوبی یہہ ہے کہ پارس ناتھہ کے حالات کے ساتھہ کہیں آخری بند، کہیں پہلا اور چوتھا بند، کہیں پہلا اور تیسرا بند اور کہیں دوسرا اور تیسرا بند میگھدوت سے لیا ہے - اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگھدوت کو شامل کر دیا ہے اور اپنے قصہ کی روانی میں کہیں رکاوٹ نہ پیدا ہونے دی - اس کتاب سے میگھدوت کا صحیح متن معلوم ہو جاتا ہے -

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصہ نظم موسیقیت سے پر ہے اور اُسے (Lyric poetry) کہہ سکتے ہیں، لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارھویں صدی میں لکھی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نہیں رکھتی - شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکھایا ہے - اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اس نے صنائع لفظی اور قافیہ کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا ہے کہ ساری نظم بے انتہا شیریں اور پرتاثیر ہے - اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے ہیں - اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا ہے - اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتہا مان لی ہے -

ان کے علاوہ اور بھی کتنی ہی رزمیہ نظمیں ہمارے زمانہ زیر بحث میں لکھی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل ہیں - مشہور شاعر چھیمیندر نے "راماین منجری" "بھارت منجری" اور "دس اوتار چرت" "سمے ماترکا" "چارک مالا" "کوی کنٹھہ آبھرن" "چترورگ سنگرہ" وغیرہ چھوٹی بڑی کئی کتابیں تصنیف کیں - کمارداس کا "جانکی ہرن" ہردت کا "راگھو نیشدھی" منکھہ کا "شری کنٹھہ چرت" ہرش کا "نیشدھہ چرت" وستوپال کا "نر نارائن آنند کاویہ" راجانک جے رتھہ کا "ہر چرت چنتامن" راجانک رتناکر کا "ہر بجے مہاکاویہ" دامودر کا "نئی نیمت" ناگ بھٹ کا "نیمی نروان" دھننجے کا "دوی سندھان مہاکاویہ" سندھیاکر نندی کا "رام چرت" ولہن کا "وکرمانک دیو چرت" پدم گپت کا "نو ساھسانک چرت" ھیم چندر کا "دویا شرے مہا کاویہ" جیانک کا "پرتھوی راج بجے" سوم دیو کی "کیرتی کومدی" اور کلہن کی "راج ترنگنی" مشہور رزمیہ نظمیں ہیں - ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ہیں -

مجموعہ لطائف و ظرائف

ہمارے زمانہ میں لطائف و ظرائف کے کئی اچھے مجموعے ہو چکے تھے - امت گتی (۹۹۳ ع) کے "سوبھاشت رتن سندوہ" اور بلبھہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے "سوبھا

---

(۱) کئی علما اسے چودھویں صدی کی تصنیف مانتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں - سروانند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ع) میں ہوا تھا امر کوش کی "ٹیکا سروسو" نام کی تشریح میں "سوبھاشتاولی" کے اجزا نقل کئے ہیں -

شتاولی ' کے علاوہ ایک بودھہ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر تامس نے ' کویندر بچن سمچے ' کے نام سے شائع کیا ہے - اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے - مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا -

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے - ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا - چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے - بودھوں اور جینیوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں ' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی - سنہ ۱۰۰ع سے قبل کتنی ہی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں - مشہور زمانہ ' پنچ تنتر ' بھی تیار ہو چکا تھا - اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا - ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا - یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے - اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے ' برہت کتھا ' بھی موجود تھی جسے " گناڈھیہ " نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا - دنڈی ' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے -

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں ' برہت کتھا منجری ' کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت سوم دیو نے بھی ' کتھا سرت ساگر ' کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی ' برہت کتھا شلوک سنگرہ ' کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال ' پچیسی ' ' سنگھاسن بتیسی ' اور شوک بہتری ' وغیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی نثر کے ناول یا ' آکھیائکائیں ' بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی کی تصنیف ' دش کمار چرت ' سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج ' عام تہذیب ' راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھو کا بنایا ہوا " واسودتا " بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ہے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ہو گئی ہے کہ اس کو سمجھنا لوہے کے چنے چبانا ہے - کہیں کہیں تو ایک ہی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ہیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ہی ملتا ہو ' پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ہی ادق ہے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ہوتی ہے - بان کے " ہرش چرت " اور " کادمبری " بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ہیں - " ہرش چرت " ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ہے - اس سے ہرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پر ہے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ہے - جذبات اور زبان ہردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ہے - اس کی زبان مشکل نہیں ہے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ہے - اس کو پورا کرنے کے قبل ہی بان کا انتقال ہو گیا - اس کا حصہ ثانی اس کے بیٹے پلن بھٹ نے لکھ کر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی ہیں کہ اور کسی مصنف کے ہاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہہ ضرب المثل ہو گیا ہے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتش خوار ہیں سوڈھل کی " اُدے سندری کتھا " اور دھن پال کی " تلک منجری " بھی رنگین نثر کے بیش بہا نمونے ہیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے - سب سے مشہور "نل چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا - سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے - راجہ بھوج نے چمپو راماین لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے -

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈنی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چھٹویں صدی میں پیدا ہوا اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے - پانڈنی نے شلالی اور کرِشاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے - زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا - ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی - مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھہ کٹکا" اعلیٰ پایہ ناٹک ہے - اس میں روحانی قوت اور سمی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں - قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشکا" نام کے دو ناٹک لکھے - افراد کی تشریح اور واقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجہ کے ہیں - اس کا تیسرا ناٹک «ناگانند» ہے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانہ زیر تنقید میں ہوا - بھوبھوتی برار کا رہنے والا براہمن تھا - اُس کے تین ناٹک «مالتی مادھو»، «مہابیر چرت» اور «اُتر رام چرت» موجود ہیں - ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے - «مالتی مادھو» میں «شرنگار رس» (حسن و عشق) «مہابیر چرت» میں «بیر رس» (دلاوری) اور «اُتر رام چرت» میں «کرونا رس» (درد و غم) غالب ہے - مگر جذبات درد کے اظہار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر سبقت ہے - اُس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے - اُس کے ناٹکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں - بھٹ نارائن ہے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ہوا - اس کا «بینی سنگھار» ناٹک بہت اونچے درجہ کا ہے - اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے - چنانچہ «ویر رس» اس کی خصوصیت ہے - «مدرا راکشس» کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا - یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ہے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے - راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وظیفہ‌خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جید عالم تھا - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی ھے - کہاوتوں کا بھی اس نے اکثر موقع بہ موقع استعمال کیا ھے - اس کے ، بال راماین ، اور بال ، مہابھارت کا ، موضوع تو نام سے ھی ظاہر ھے - اس کا تیسرا ناٹک ، ودھہ شال بھنجکا ، ایک ظرافت آمیز ناٹک ھے - کوی دامودر نے جو سنہ ۸۵۰ عیسوی سے قبل ہوا تھا ، ھنومان ناٹک ، لکھا جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہہ سکتے ھیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنہ ۱۱۰۰ عیسوی) ، پربودھہ چندرودے نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکھا - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا ھے - فلسفیانہ اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا ھمسر نہیں - اس میں قناعت ، عفو ، حرص ، طمع ، غصہ ، تکبر ، حسد ، نگاہ باطل وغیرہ افراد ھیں - تاریخی اعتبار سے بھی اس ناٹک کو اھم کہہ سکتے ھیں - ان ناٹکوں کے علاوہ اور بھی درجہ دوم کے بہت سے ناٹک ھیں - مراری کا لکھا ہوا ، انرگھہ راگھو ، بلھن کا لکھا ہوا ، کرن سندری ، (ناٹکا ، چندیل راجہ پرمردی دیو کے وزیر بتس راج کے لکھے ہوئے چھہ روپک (تمثیلات) - ، کراتار جنی ، (ایک ایکٹ کا ناٹک ، ، کرپور چرت ، (بھانر - مذاقیہ ڈراما) ، رکمنی پرنے ، (ایہامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - ، ترپرداہ ، (ڈم - شیطانی ڈراما) ، ھاسیہ چوڑامنی ، (ظرافت کا ڈراما) اور ، سمندر متھن ، (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیرہ - چوھان راجہ

وگرہ راج کا لکھا ہوا ‹ ہرکیلی ناٹک › سومیشور کا ‹ للت وگرہ راج › پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرھلادن دیو کا ‹ پارتھہ پراکرم › وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی صدھا ناٹک لکھے گئے ، جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

ادبی صنائع وغیرہ ارایش ادب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع رنگ (رس) اور لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - ممت نے ‹ کاویہ پرکاش › لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکہہ سوری نے لکھا - گووردھن آچاریہ کا ‹ دھون آلوک › ‹ بھاما کا ‹ النکار شاستر › - راج شیکھر کی ‹ کاویہ میمانسا › ہیم چندر کا ‹ کاویہ انوشاسن › باگ بھٹ کا لکھا ہوا ‹ کاویہ انوشاسن › اور ‹ باگ بھٹ النکار › ادبھٹ کا ‹ کاویہ النکا سنگرہ › رودرٹ کا ‹ کاویہ سنگرہ › بھوج کا ‹ سرسوتی کنٹھہ آبھرن › خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بڑی کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) جو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ہیں ، جن میں پنگل اچاریہ کا ‹ پنگل چھند سوتر › سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا ‹ باڑی

بہوشن ' ھیمچندر کا ' چھند انوشاسن ' اور چھیمندر کی تصنیف ' سوورت تلک ' قابل ذکر ھیں -

ہم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ' ناٹک ' اوپنیاس ' تاریخی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ہوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسری نظر

سنہ ۷۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہونچا ہوا تھا - کاویہ ' النکار ' چھند شاستر (علم عروض) ' ناٹک ' سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ' درد ' وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بڑی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ' کراتارجنیہ ' سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ' ھرش چرت ' میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری هندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی - صرف نظم سے متعلق کتابیں هی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں - اتنا هی نہیں ' هم دیکھتے هیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش هے - اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی -

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اهمیت دی جاتی تھی - وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن هی اولیٰ اور اول سمجھا جاتا تھا - سنہ ۱۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل هو چکی تھی - پانِنی کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے وارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے - شرب ورما کا "کاتنتر ویاکرن" بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا - اس پر سات تفسیریں مل چکی هیں - هم دیکھتے هیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن هندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رها - پنڈت هونے کے لئے ویاکرن میں ماهر هونا لازمی تھا - همارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلیٰ درجہ کی کتابیں لکھی گئیں - سب سے پہلے پنڈت

جیادتیہ اور بامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانلی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام " کاشکا برتی " رکھا - یہہ بہت مفید تصنیف ہے - بھرت ہری نے بھاشا شاستر (عامِ اللسان) کے نقطۂ نگاہ سے ویاکرن پر " واکیہ پردیپ" نام کی ضخیم کتاب لکھی اور " مہابھاشیہ دیپکا اور مہابھاشیہ ترپدي ' نام کے خطبے بھی تیار کئے - اس زمانہ تک " اُنادی سوتر ' بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنہ ۱۲۵۰ع میں اجل دت نے لکھي - پانلی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھي لکھی گئیں - چندر گومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب " چاندر ویاکرن ' لکھا - اس میں اس نے پانلی کے سوتروں اور مہابھاشیہ سے بھی مدد لی ہے - اسی طرح جین " شاکتائن ' نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین عالم ہیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے ھي زیادہ مبسوط " سدھہ ہیم ' نام کا ویاکرن لکھا - جین ہونے کے باعث اُسی نے وید کي زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدہا چھوٹي چھوٹي کتابیں مرتب ہوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ہیں : وردھہ مان کي لکھی ہوئی " گن رتن مہو ددھی " بھاسروگیہ کی لکھی " گن کارکا ' بامن کی لکھی ہوئی " لنگانوشاسن ' ہیم چندر کی لکھی ہوئی " اُنادی سوتر برتی ' دھاتو پاٹھہ ' " دھاتو پارائن ' " دھاتو مالا ' اور " شبد انوشاسن ' وغیرہ -

لغت

هم اوپر لکھہ چکے هیں کہ سنسکرت کے انشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں ' بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا — اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھہ گیا تھا — اس لئے لغت کی ضرورت محسوس هوئی اور کئی لغت بنے — اس میں بعض ایسے هیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے هیں اور کچھہ ایسے هیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ہے — کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی هے — امر سنگھہ کا مرتب کیا هو امر کوس جو منظوم لغت هے نہایت مشہور تصنیف هے اور همارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا هے — یہہ " کوش " اتنا مقبول هوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع هوئیں ' جن میں سے اب چند هی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا هے — بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور هے — پرسوتم دیو نے " ترکانڈ شیش " کے نام سے امر کوش کا ایک تکملہ لکھا — یہہ بہت هی مفید مطلب مجموعہ هے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے هیں — اسی مصنف نے " هاراولی " نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے هیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ ع کے قریب سمجھنا چاهئے - شاشوت کا لکھا ہوا "انیکارتھہ سمچے" بھی نہایت کارآمد تصنیف ہے - هلایدهہ نے سنہ ۹۵۰ ع کے قریب "ابھی دھان رتن مالا" نام کی لغت لکھی - اس میں کل ۹۰۰ شلوک ھیں - دکھنی عالم یادو بہت کا "ویجوینتی کوش" بھی اچھی کتاب ہے - اس میں الفاظ حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھہ ساتھہ ردیف‌وار لکھے گئے ھیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی "نام مالا" مهیشور کی "وشو پرکاس" اور منکھہ کوی کی "انیکارتھہ کوش" وغیرہ مجموعے بھی تیار ہوئے - ھیم چندر کا "ابھی دھان چنتا منی" معرکۃالآرا تصنیف ہے جو اسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ہے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - اس کا نام "نگھنٹ کوش" ہے - اس نے انیکارتھہ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھہ سنکاپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ہمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقی کی انتہا تک پہونچا ہوا تھا - اس کے قبل هندوستان میں فلسفہ کے چھہ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیاے "ویشے شک"

سانکھیه ، یوگ ، پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) - پاتنجلی نے نیائے سے ' نیائک ' کا استخراج کیا هے - سبھی شعبے منتہائے عروج پر تھے - ان کے علاوہ بودھه اور جین فلسفه نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی خوشحالی ، ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجه تھا که فلسفه کو فروغ هو - سنه ۱۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتھه) مرتب هو چکی تھیں اور ان پر عالمانه و محققانه تفسیریں بھی لکھی جا چکی تھیں -

نیائے درشن

نیائے فلسفه کے اس شعبے کو کہتے هیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی هیں - اس درشن کے مطابق ان سوله اسباب (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی هے -

دلیل ، وهم ، علت ، وه شے جو ثابت کی جائے ، تمثیل ، جمعیت ، بحث ، حجت ، تحقیق ، مقدمه ، مناظره ، اعتراض ، دلیل فاسد ، انحراف ، مذلیل ، تردید -

دلیل کے چار اقسام هیں - بدیه (پرتیکھش) ، قیاس (انومان) ، تقابل (اپما) ، اور شهادت (شبد) -

بدیه کی دلیل بزرگوں کے اقوال هیں - معنوی امور کی دلیل وید هیں - وید منجانب خدا هیں - اس لئے

اُن کے مقولات ہمیشہ مستند اور صادق ہیں - پرمیّے (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) بارہ ہیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسہ و قواء دہنیہ -

(۴) ارتھہ (وہ اشیاء جن سے خواہشات کی تکمیل ہو)

(۵) بدھی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے ہیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پھل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکھہ

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچھا (اِرادہ) دویش (منافرت) ' پریتن (سعی) ' سکھہ ' دکھہ اور علم حقیقی ' آتما کے ارکان ہیں - آتما ہی فعلوں کا محرک اور اشیاء کا جالب ہے - دنیا کا خالق آتما ہی ایشور (پرم آتما) ہے - آتما ہی کی طرح

ایشور میں بهی اعداد، مقدار، تشخیص، اتصال، انفصال، ادراک، ارادہ، علم وغیرہ صفات هیں مگر مستمر صورت میں – پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق همارا جسم پیدا هوتا هے – عناصر خمسہ حواس کی تحلیق هوتی هے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین –

نیائے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح هوگا کہ هندو نیائے شاستر محض منطق نہیں هے بلکہ پرمیوؤں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا واسطہ هے – مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں –

نیائے شاستر کا مصنف گوتم تها – اس کے نیائے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی – اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکهی – یہہ تفسیر نیائے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجهی جاتی هے – واسودتا کے مصنف سوبندهو نے ملی ناگ، نیائے استهتی، دهرم کیرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا هے – قیاساً یہہ سبهی ساتویں صدی کے آغاز میں هوئے هوں گے – اُدوتکر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکهی، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدینا چارج نے تاتپریہ پری شدهی نام سے لکهی – سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب کسمانجلی لکهی – اس میں اس نے نیائے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا هے – دنیا میں مسئلہ توحید پر جتنی کتابیں لکهی گئی هیں

اُن میں اس کا بھی شمار ھے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ھے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رھنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ھے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب " بودھہ دھکار ' لکھی- یہہ سب کتابیں قدم نیائے شاستر سے تعلق رکھتی ھیں -

سنہ ۱۰۰ع سے نیائے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آٹھویں صدی کے قریب ھوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیائے کہتے ھیں - بودھہ منطقی دگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالندہ میں رھنےوالے دھرم‌پال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں " نیائے بندو ' نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ھیم‌چندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ھیں - ھاں تبت میں بودھہ نیائے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ھیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ھو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ھوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے " تتو چنتامن ' لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رهی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق هو - مہرشی کناد اس کے بانی هیں - اس درشن اور نیاے درشن میں بہت کچھہ مماثلت ہے - دونوں ایک هی فلسفہ کی دو شاخیں هیں اور اُصول میں نیاے کہنے سے دونوں هی مراد هوتے هیں - کیونکہ گوتم کے نیاے میں استدلال کا رنگ غالب ہے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک هیں - نیاے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ہے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھہ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مفردات) نو هیں - زمین ' پانی ' روشنی ' هوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث هیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود هیں - من قدیم ہے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص هیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھہ صرف چھہ هیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ "نیستی" ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ ' مزہ ' بو ' احساس ' تعداد مقدار ' تجرد ' وصل ' فصل ' تقدم ' تاخر ' ثقل ' رقت ' التزام ' سماع ' تکلیف ' راحت وغیرہ - حرکت پانچ قسم کی ہے دوری ' قبض ' انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیاں نہیں - مادہ قدیم اور لاثانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست پاد کا "پدارتھہ دھرم سنگرہ" غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے سنہ ۹۹۱ ع میں "پدارتھہ دھرم سنگرہ" کی ایک نہایت عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے ٭

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علت ہے' - اور ستو' رج اور تم (سرور' خواهش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوئی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی' شاهد' اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ' پرش (آتما)' پرکرتی (مادہ)' مہاتتو (عقل)' اهنکار (انانیت)' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل)' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا' پر ' سانکھیہ تتو کومدی' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی ہیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ ہمارے دور کی ہیں - یہہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بھی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا' اس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاهر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے ہیں - اپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا ہے اس سے تو وہ موحد معلوم ہوتا ہے پر ایشور درشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا ہے -

یوگ

یوگ وہ درشن ہے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق ہو جانے کے طریقے بتلائے گئے ہیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات ہی کی تائید کی گئی ہے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے ہیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور ہے - اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا ہے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار ہوتا ہے : جہالت ، انانیت ، خواہش ، کینہ ، اور الفت - ہر ایک آدمی کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا ہے - ان مضرات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے ہیں - یوگ کی عملیات کی مشق کرنے کرنے بتدریج انسان کامل ہو جاتا ہے اور بالآخر نجات حاصل کر لیتا ہے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زمان سے آزاد ہے - دنیا دارالمحن ہے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہ ہیں - ترکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ، تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ھے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وھی خیال ھے جو سانکھیہ کا ھے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ھیں -

اس درشن کا هندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ھی اس کے مقلد ھو گئے - یوگ سوتروں کی ' ویاس بھاشیہ ' کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا ' یوگ سار سنگرہ ' بھی ایک مستند تصنیف ھے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش ھو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ھتھہ یوگ ' راج یوگ ' لے یوگ ' وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ھے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اقوال کے باھمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - ' آپستمب دھرم سوتر ' کے نیائے سے پورب میمانسا ھی مقصود ھے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق ' سار سنگرہ ' نامی کتاب لکھی جو ' نیائے مالا وستار ' نام سے مشہور ھے - اسی طرح

واچسپتی نے "نیائے کنی کا" نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وجدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے "شبد" یا آواز کو قدیم مانتے ہیں، نیائے والے حادث، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھہ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے هو گئے - اُن میں ایک کا بانی کمارل بهت ساتویں صدی میں هوا - اس نے میمانسا پر " کارکر وارتک " اور " شلوک وارتک " دو کتابیں تصنیف کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودھوں پر اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر " جیمنیہ نیاے مالا وستار " نام سے ایک معرکةالارا کتاب لکھی - اس فلسفہ کا نام پورب میماسا اس لئے پڑا کہ " کرم کانڈ " (شریعت) اور " گیان کانڈ " (معرفت) میں سے سابق کی اس میں تفصیل کی گئی هے - اس لئے نہیں کہ یہ " اُتر میماسا " یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی همارے دور میں سب سے زیادہ اشاعت هوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں - دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود هے -

سنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذهبی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا - مذهبی اسلاب کا مختصر ذکر هم اوپر کر چکے هیں - انہوں نے ویدانت میں " ادویت واد " یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ هونا اتنے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتسا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھہ ذکر آتا ہے جسے سنکراچاریہ نے بہت اهمیت دےکر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے باسی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے "ویدانت سوتر" گیتا اور اپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ہو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ہوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال، لطافت زبان اور مجتهدانہ شان نے کتنے ہی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ہی نہیں لکھا، بلکہ سارے ہندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ہی آج کل کا ویدانت ہے -

ویدانت کے عقائد کا کچھہ مختصر تذکرہ ضروری ہے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور، جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ہے - سانکھیہ

نے دو هی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد — همه اوست — کا اصول قائم کیا - برهم هی دنیا کی علت اور معلول دونوں هے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی هیں وہ سب خیالی اور عارضی هیں - برهم کا وجود روحانی هے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ هے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاهری صورتیں هیں - جیو اور برهم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال هے که یہه برهم کی فرضی صورت هے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان هوتا هے اسی طرح ازلی اور لطیف برهم میں هم مغالطه آمیز اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے هیں - یہه عالم نه تو برهم کی حقیقی صورت هے اور نه اس کا فعل یا معلول هی - مایا کے باعث هی برهم مختلف صورتوں میں نظر آتا هے - برهم کے ساتهه مایا کے مل جانے هی سے جیو بنتا هے - گیان سے مایا کا پردہ دور هو جاتا هے اور حقیقی ایشور رہ جاتا هے - مایا ایک ناقابل بیان شے هے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودهه دهرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تها - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریه کو بودهه ثانی کہتے هیں - اگرچه بودهه دهرم کے زوال کے ساتهه بودهه فلسفه کا بهی انحطاط هو گیا تها پر دنیا کو باطل اور مغالطه آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریه نے بدستور قائم رکها - برهم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رمانج اور ان کا وششٹ ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اِسے ہم وششٹ‌ادویت واد کہہ سکتے ہیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برہم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں - اس فرقہ میں اگرچہ برہم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں - جیو اور برہم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

هے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی هے اسی طرح جیو بھی برهم هی سے نکلتا هے - برهم واحد هے اور کثیر بھی - وہ صرف علت هے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن هی کے اصولوں سے ماخوذ هیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ هے - اِسے دد بھیدا بھیدواد یا دویت‌آدویت بھی کہتے هیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت‌واد کے نقطہ سے کی اور 'شری بھاشیہ' لکھا - انھوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ هوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت هوئی -

مادھواچاریہ اور اس کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں هی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انھوں نے بھی سات پرانے اُپنشدوں ' بھگوت گیتا ' بھاگوت پران ' اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انھوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انھوں نے 'تتو سنکھیان' نامی کتاب میں کیا هے - انھوں نے ایشور ' جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا هے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذهبی صورت هی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح همارے دور میں ویدانت فرقہ نے بہت زیادہ ترقي کی - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کي تاویلیں کر کے کئی فرقے قائم کر دئیے - اگر چہ ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ھیں مگر شنکراچاریہ کا ادویت‌واد سب پر حاوي ھے - اُس کا ایک نتیجہ یہہ بھي ہوا کہ سبھی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے هندؤوں کے جو پہلے هی بودھہ دھرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے هوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھي تک قائم هے -

چارواک

ان چھہ فلسفیانہ فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقہ بھی بہت قدیم ھے - اس کے سوتروں کا مصنف برھسپتی زمانہ قدیم میں هو گزرا تھا - بودھوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقہ کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہہ فرقہ کب‌تک منتظم صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق ھے کہ شنکراچاریہ کے زمانہ میں بھی یہہ فرقہ اتنا معدوم نہ ہوا تھا کہ اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودھہ فلسفہ

بودھہ دھرم کا زوال شروع هو گیا تھا لیکن بودہ فلسفہ بہت عرصہ تک قائم رہا - بودھہ دھرم کے آغاز کے ساتھہ

هی اس کا فلسفه معرض وجود میں نه آیا تھا - بودھ علما نے بہت عرصه کے بعد اپنے عقائد کو فلسفه کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھ دھرم کے اصولوں کا ذکر هم پہلے کر چکے هیں -

جین درشن

جین فرقه کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفه کی هیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھ هی دنوں میں جین فلسفه نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر هم اوپر کر چکے هیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذهبی اصول "سیاد باد" کا کچھ مختصر تذکرہ کرنا ضروری هے -

انسان کا علم عموماً یکطرفی هے - وہ کسی شے کی صورت کو پوری طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربینی هی کے ذریعه وہ هر ایک چیز کی صورت قائم کرتا هے جو اس مغالطه سے مبرا نہیں - اس لئے یہه لازمی نہیں که اُن کے مشاهدات همیشه صحیح هوں - اگرچه وہ انہیں صحیح سمجھ رها هو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز هوا هے - وہ هر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے هیں - (۱) شاید هو (۲) شاید نه هو (۳) شاید کسی صورت میں هو کسی صورت میں نه هو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نه کیا جا سکے (۵) شاید هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نه کیا جا سکتا هو

(۶) شاید نہ ہو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں ہو ' کسی صورت میں نہ ہو '
پر ناقابل اظہار ہو - غرض ہر ایک قسم امکان یا شبہ
کی حالت میں ہی ہم کو معلوم ہوتی ہے -

اُس زمانے کی علمی ترقی پر سرسری نگاہ

اگر ہم ہندوستان کے اِن چھہ سو سالوں کی علمی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہم کو واضح ہوگا کہ سبھی عقائد اپنے اپنے دائرہ میں ترقی کر رہے ہیں - اگر ادویت واد منتہائے عروج پر ہے تو دویت واد بھی کافی سرسبز ہے - ایک طرف اگر نجات روح اور ایشور کا چرچا ہے تو دوسری طرف چارواک شیشہ و ساغر کی (۱) تعلیم دے رہا ہے - ادھر نیائے ' ویدانت ' یوگ توحید کی اشاعت کر رہے تھے ' تو دوسری طرف سانکھیہ خدا کے وجود سے منکر ہو رہا تھا - پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رہے تھے تو ویدانتی گیان کو ہی ذریعہ نجات سمجھتے تھے -

مغربی فلسفہ پر ہندوستانی فلسفہ کا اثر

ہندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفہ پر کیا اثر پڑا یہہ ایک وسیع مضمون ہے اور ہمارے دائرہ سے کچھہ خارج بھی ہے - ہمیں تو صرف سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिबेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ہے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ہی اہم ہے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ہوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ہے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ہے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ہے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ہے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ہے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ہے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث ہندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما ہندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق تھیلس، ایمپی ڈاکلس، ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الٰہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناستک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاہر ہے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -
(۲) ڈاکٹر ارنیلڈ - ہسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۶۵ -
(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -
(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کرینگے -

شلیگل نے لکھا ھے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ھندوستانی فلسفہ کے شمس نصف النہار کے سامنے ایک تمتماتے ھوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ھنٹر نے لکھا ھے کہ ھندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ھے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ھے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ھوتے ھیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر بیسنٹ لکھتی ھیں : ھندوستان کا علم الذھن یورپ کے علم الذھن سے زیادہ مکمل ھے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ھے کہ ھندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ھے (۴) -

---

(۱) ھسٹری آف لٹریچر -
(۲) ھنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) ایکچر آن نیشنل یونیورسٹیز اِن انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -
(۴) ھسٹری آف اینشی گریٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانۂ قدیم میں ہندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا ہے - ایک براہمن میں لکھا ہے کہ فی الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں ہوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات ہوتے ہیں (۱) - زمانۂ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسوی سے بھی قبل « بردھہ گرگ سنگہتا » اور جینیوں کی « سوری پنگتی » وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف ہو چکی تھیں - « آشولائن سوتر » « پارسکر گرہ سوتر » مہابھارت اور « مانو دھرم شاستر » میں جوتش کی کتنی ہی باتیں ماخوذ ہیں - عیسوی کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل « سوریہ سدھانت » تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی « پنچ سدھانتکا » میں کیا ہے - وہ موجود ہے - حال کا « سوریہ سدھانت » اس سے جدا اور جدید ہے - وراہ مہر نے (۵۰۵ ء) اپنی « پنچ سدھانتکا » میں اُن پانچ سدھانتوں پولش ، رومک ، وسشٹ « سور » اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم الاعداد ہی

---

(۱) میکڈانل - انڈیا پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاٹا چاریہ ' سنگھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بھٹی ' لکھی - اس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ‌بھٹ بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۶۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع تک کی فلکیاتی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برھم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براہم اسپھت سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی هے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل هے - اس نے گیارهویں باب میں آریہ بهٹ کا تبصرہ کیا هے - اس کے کچهه برسوں کے بعد مشہور عالم للل هوا جس نے اپنے "لل سدهانت" میں آریہ بهٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے هوئے لکها هے کہ اگر زمین گردش کرتی هوتی تو درخت پر سے اُڑا هوا پرند اپنے گهونسلے میں پهر نہ جا سکتا - (۱) انهیں لل کو شاید معلوم نہ تها کہ زمین معہ ماحول کے گردش کرتی هے - اگر یہہ بات اسے معلوم هوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بیہودا اعتراض نہ کرتا - لل کے بعد همارے دور میں چتروید پرتهودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ع کے قریب برهم گپت "براهم سپهٹ سدهانت" کی تفسیر لکهی - سنہ ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے "سدهانت شیکهر" اور "دهی کوتد" (علم الاعداد) بیرن نے برهم گپت کے "کهنڈ کهاد" کی تفسیر اور بهوج دیو نے "راج مرگانک" لکهے - برهم دیو نے گیارهویں صدی کے آخر میں "کرن پرکاس" نام کی کتاب مرتب کی -

همارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا فرزند بهاسکراچاریہ هوا - اس نے "سدهانت شرومنی" "کرن کوتوهل" "کرن کیسری" "گرہ گنت" "گرہ لاگهو"

---

(1) यदि च भ्रमति क्ष्मा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयु: खगा: ।
इषवोऽभिनभ: समुज्झिता निपतंत: स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

' گہان بہاسکر ' ' سوریہ سدھانت ویاکھیا ' اور ' بہاسکر دیکشکا ' لکھے - ' سوریہ سدھانت ' کے بعد ' سدھانت شرومنی ' مستند کتاب مانی جاتی ھے - اس کے چار حصے لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیائے اور گولادھیائے ھیں - پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ھیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ھیں - بہاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ھونے اور اس میں قوت کشش کے ھونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ھے - وہ لکھتا ھے -

" کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم ھوتا ھے - ھماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ھے - انسان کو اس کے محیط کا بہت ھی چھوٹا حصہ نظر آتا ھے - اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ھے ' (۱) -

" زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ھر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ھے - اسی لئے سبھی چیزیں اس پر گرتی ھوئی نظر آتی ھیں ' (۲) -

---

(१) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(२) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् खस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क्व पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں " سند ہند " کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور المامون نے ہندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام " ارض بحر " رکھا گیا (۳) - چین میں بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - " بروج فلکی کی تقسیم ' شمسی اور قمری مہینے ' سیاروں کی رفتار کا تعین ' طریق الشمس ' نظام شمسی ' زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا ' چاند کی رفتار

---

(۱) ہنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -
(۲) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ، ستاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرهن کا حساب ، وغیرہ ایسے مسائل هیں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم هیں " (۱) ۔

پھلت جوتش

هندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت جوتش پر اعتقاد رها هے ۔ پھلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے هے جو ستاروں کی گردش اور متدل وقوع سے انسان پر پڑتے هیں ۔ برهمنوں اور دهرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا هے ۔ اس علم کی قدیم تصانیف نایاب هیں ۔ بہت ممکن که وہ تلف هو گئی هوں ۔ ' بردهه گرگ سنگهتا ' میں بھی اس کا کچھه ذکر آیا هے ۔ وراه مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم هے ۔ تنتر ، هورا اور شاکها ۔ تنتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا هے ۔ هورا اور شاکها کا تعلق پھلت جوتش سے هے ۔ هورا میں زائچه وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا هے ۔ شاکها یا سنگهتا میں پچهل تاروں ، شہاب ثاقب ، شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح هوتی هے ۔ وراه مہر کی ' برهت سنگهتا ' پھلت جوتش کے لئے مستند هے ۔ اس میں مکان بنوانے ، کنوئوں اور تالاب کهدوانے ، باغ لگانے ،

---

(۱) مل ۔ هسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحه ۱۰۷ ۔

موزوں قائم کرنے اور ایسے هی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج هیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پھلت جوتش هی پر "برهت جاتک" نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور ہے - ستاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا هی اس کتاب کا خاص موضوع ہے - سنہ ۶۰۰ع کے قریب وراہ مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پھلت جوتش کے متعلق "هورا کھت پنچاشکا" نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراہ مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیریں لکھیں - سنہ ۱۰۳۹ع میں شری پت نے اسی صنف میں "رتن مالا" اور "جاتک پدھتی" نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - هم دیکھتے هیں کہ چھٹویں صدی تک هندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی علما کو کئی صدیوں کے بعد علم ہوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی "هسٹری آف میتھمیٹکس" میں لکھا ہے "یہ امر قابل غور ہے کہ هندوستانی علم الاعداد نے همارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا ہے - موجودہ

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز ھندوستانی ھے ' یونانی نہیں - علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ھندوستانی علم حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ھی طرح مکمل ھیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برھمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں ھیں - بدنصیبی سے ھندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی ھوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا ھے " ھندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ھے - ھندوستانی حساب وہ ھے جس کا ھم آج بھی استعمال کرتے ھیں -

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ھوگا - ھندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا ھے - دنیا میں علم حساب و نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی ھے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ھے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ھے - یہہ ترتیب اھل ھند نے ھی لگائی اور دنیا کے ھر ایک گوشہ میں

پھیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم ہوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبعیات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد ہونے کے متعلق کچھ لکھنا بے محل نہ ہوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں ، وصیت ناموں ، سکوں ، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انہیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی ہی تھی جیسی اب ہے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان ہی بنایا جاتا تھا - علیٰ هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رہتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دہائی کی عدد لکھکر اس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۳ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھ ویسی ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کی عدد کے آگے دھائی اور اکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد اکائی کی عدد رکھی جاتی تھی - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کی علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھی آڑی (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑی جاتی تھی اور ۳۰۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علی ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا ، اِس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰ ،

اور ۲ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تھا هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا - اس میں خاص اعداد کے تین نشانات تھے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انھیں تین عددوں کے بار بار لکھنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تھے - ایک سے نو تک کہنے کے لئے ایک کو نو بار لکھا جاتا تھا - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کھڑی لکیریں کھینچی جاتی تھیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکھتے تھے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکھتے تھے - اسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بھی ایک ایک تصویر مخصوص تھی - لاکھہ کے لئے مینڈک اور ۱۰ لاکھہ کے لئے ایک انسان هاتھہ پھیلائے هوے بنایا جاتا تھا - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تھی -

فنیشیا کا رسم العدد بھی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بھی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لکھنے کی زحمت کو کچھہ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بوس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھہ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے ہندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے لئے نو ' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے ہزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو ہیریٹک کہتے ہیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

ڈیماٹک اعداد بھی ہیریٹک اعداد سے ہی نکلے ہیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق ہے جو شاید زمانہ کا اثر ہو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اہل یونان صرف دس ہزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اہل روم ایک ہزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے ہیں ' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں ہیں جن کو رومن اعداد کہتے ہیں - آج کل ہر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف ہے اس لئے اس کے متعلق کچھہ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

ہونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انھیں اعداد کی بدولت ہوئی ہے اور اس کا موجد هندوستان ہے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہٹا دی جاتی ہے اس کی قیمت دس گنتی بڑھ جاتی ہے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھٹوں عدد ' ۱ ' ہی کے ہیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ہے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے ہیں - زمانہ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ہے - اہل هند نے اِس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی تک قدیم هندی رسم العدد کا ہی استعمال کیا گیا ہے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ہے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اہل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے ' پنچ سدھانتکا ' میں جدید اعداد ہی دئے ہیں - اس سے ثابت ہے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اہل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برہت سنگھتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ہے ' اقتباس کیا ہے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۶۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور اکائي کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی، یونانی، عربی قومیں هندسه کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفه ولید کے زمانه تک اعداد کا رواج نه تھا (سنه ۷۰۵-۷۱۵ع) - اس کے بعد اُنہوں نے هندوستان سے یہه فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق "انسائکلوپیڈیا برٹنیکا" میں لکھا ہے "اس میں کوئی شک نہیں که همارے موجوده فن عدد کی تخلیق هندوستان میں هوئی هے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھه جنهیں ایک هندوستانی سفیر سنه ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا، یہه اعداد عرب میں داخل هوے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانه سے اس کا رواج بڑھنے لگا" -

"یورپ میں یہه مکمل اعداد معه صفر عیسوی کی بارھویں صدی میں رائج هوے اور اُن اعداد سے بنا هوا علم حساب "الگورتھمس" (الگورتھم) نام سے مشہور هوا - یہه غیر مانوس نام محض "الخوارزمی" کا لفظی ترجمه هے جیسا که رنیاڈ نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو "بھارتی پراچین لپ مالا" صفحه ۱۱۰-۱۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمۂ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ہے جو اِس قیاس کی تصدیق کرتی ہے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمی کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربی یورپ میں میکسمس پلونڈوس نے رائج کیا - " زیرو " لفظ عربی کے " صفر " سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے - غالباً لیونارڈو نے " صفر " کو " جفرو " کی صورت دے دی (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ہے : " اہل ہند اپنے رسم الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ ہم عبرانی حروف کی ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ' اُسی طرح اعداد ظاہر کرنے والے نشانات بھی جنہیں " انک " کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو ہم کام میں لاتے ہیں وہ ہندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ کوئی قوم ایک ہزار سے زیادہ نہیں

---

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹانکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اہل عرب بھی ایک ہزار تک ہی شمار کر سکتے ہیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی ہے - ہندو ہی ایسی قوم ہے جس کے اعداد ایک ہزار سے زائد ہیں - وہ اعداد کو اتھارہ مقامات تک لے جاتے ہیں جیسے ' پراردھہ ' کہتے ہیں - میں نے ایک کتاب لکھ کر بتلایا ہے کہ اہل ہند اس علم میں ہم سے کس قدر آگے بڑھے ہوئے ہیں " (۱) -

علم حساب کی جو تصانیف موجود ہیں وہ پوشکر جوتش کے اُنھیں علما کی ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' براہم اسپھٹ سدھانت ' میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل ہیں - اِن کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ علم حساب کے سدھے اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ہے - اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' تراشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر محدود ' کٹک اور شریڑھی کے اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ہے -

---

(۱) البیرونی انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا ہی نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں ہمیں الجبر و المقابلہ کے متعلق اصولوں کے بیانات ملتے ہیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا ہوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بھی ہندوستان میں ہی یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ ہندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - ہندوستانی اور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات ہیں - ہندوستان نے بارھویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترھویں صدی میں رائج ہوئے - ہندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ ہیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اہل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا ہو -

بهاسکراچاریه نے یهه بهی ثابت کیا هے که—

ع × ۰ = ۰ ؛ ع‍ = ۲ ؛ ۰ = √۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰

هندوستان سے هی جبر و مقابله کا علم اهل عرب کی وساطت سے یوروپ پهونچا - پروفیسر مونیر ولهمس کہتے هیں که جبر و مقابله ' علم خط ' اور علم نجوم هندوستانیوں هی کی ایجاد هے (۱) - عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں هوئی (۲) -

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بهی هندوستان میں بہت ترقی کی تهی - قدیم هندوستان میں علم خط کا ذکر بودهائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا هے - قربانگاهوں اور کنڈوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال هوتا تها - یگیه اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروهت جانتے تهے که مستطیل کا رقبه مربع میں اور مربع کا رقبه دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا هے - یهه علم بهی یونانی اثرات سے پاک تها - علم خط کی کچهه مشقیں درج ذیل هیں جو همارے زمانه تک ایجاد هو چکی تهیں -

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق - یعنی مثلث قائم‌الزاویه کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعه مساوی هوتا هے وتر کے مربع کے -

---

(۱) انڈین وزڈم - صفحه ۱۸۵ -
(۲) ونے کمار سرکار - هندو ایچیو مینٹس اِن اکزیکٹ سائنسز صفحه ۱۲-۱۵ -

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) √ کی اصلی قیمت اور متادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃ الاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ، دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برہم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور ھلیلجی، اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھت ، لل ، اریہ بھت (ثانی) ، وراہ مہر ، برھم گپت ، مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ، سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور أتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم الخط کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے ھندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انہوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں ' برت پاد ' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاص تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{1}{3375}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن ' علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی هڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی هے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوهستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی هیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی هوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد هوئی هیں جن میں تین علم صحت سے متعلق هیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور هے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف هے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی هے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف هے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف هے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج هو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں همارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی هیں -

همارے دور مخصوص کے آثار کی دو ویدک کی کتابیں موجود هیں - ۱ اشٹانگ سنگرہ ' اور ۱ اشٹانگ هردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ۱ اشٹانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ هی هے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا هے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے "مادھو ندان" نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ہے - برند کے "سدھہ یوگ" میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ہے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے "چرک" اور "سشرت" کی تفسیر لکھنے کے علاوہ "سدھہ یوگ" کی بنیاد پر "چکتسا سار سنگرہ" نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۳۰۰ع میں شارنگ دھر نے "شارنگ دھر سنگہتا" لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ہیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ہے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں "شبد پردیپ" اور "نگھنٹو" مشہور ہیں - ہمارے یہاں علم الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ہڈیوں، رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ہے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اُس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - "سشرت" میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ہے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس ' بھاردواج ' اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ہے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ہے - ' ونے پٹک ' کے مہابگ میں لکھا ہے " اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ہو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا " (۲) - اس زمانہ میں ' جیوک ' نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماہر ہوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ہے - اُس نے بھگندر ' امراض سر ' کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - ' بھوج پربندھ ' میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ہے - نشتر وغیرہ لوہے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اہل مقدرت کے لئے چاندی ' سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں تیز ' چکنے ' مضبوط ' خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ہونا چاہئے - جدا جدا عاموں کے لئے مختلف آلات کی دھار ' قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - اوزار کند نہ ہو جائیں اس لئے لکڑی کے صاندوقچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باہر ملائم

---

(۱) यद्यामं दिवोदासाय वर्त्ति भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद् म० १ २-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے ہوتے تھے - قطع کرنے والے، چیرنے والے، پانی نکالنے والے، رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے، دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے، فصد کھولنے والے، نشتر لگے ہوئے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - ہمارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی ہیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی ہے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رہیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بنا سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا ہے - بواسیر، بھگندر، امراض رحم، امراض بول، امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہ ہیں برن وستی، وستی یںتر (سینہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ)، پشپ یںتر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے)، شلاکا یںتر، نکھ آکرت، گربھ شنکو، پرجنن شنکو (زندہ بچے کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ، سرپ مکھ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا ہے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال ہوتا تھا - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تھا کہ وہ زہریلی تو نہیں ہے - غشی کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دی جاتی تھی - ناسور اور پھوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال ہوتا تھا - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑھ کے مرض میں کیا جاتا تھا - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا ہے وہ یہی ہے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تھے - دانت اکھاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا ہے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تھا - دودھ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تھے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بھی انہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا ہے کہ یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں ہندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

---

(۱) جو لوگ قدیم فن جراحی کے شائق ہوں وہ ناگری پرچارنی پترکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چھپے ہوئے " پراچین شلیہ تنتر " مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) وائز - ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات هندوستان والوں کو ایک هزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بے غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود هیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا ' گج آیورویدی ' گج درپن (هاتھوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برهسپت کی تصنیف گج پکشن ' گوویدی شاستر (مویشیوں کا علاج ' جےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل ' کی تصنیف شالی هوتر شاستر ' اشو تنتر ' گن کی تصنیف اشو آیور وید ' اشولکشن ' وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود هیں - یہ کتابیں زیادہتر همارے هی زمانے میں لکھی گئی هیں - تیرهویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب هیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل ' (۲) پیدائش ' (۳) اصطبل کا انتظام ' (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات ' (۵) ان کے عیب و هنر ' (۶) ان کے جسم اور اعضا ' (۷) ان کی بیماری اور علاج ' (۸) ان کے فصد کھولنے ' (۹) ان کی خوراک ' (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے ' اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے هیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ھی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ہندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ہندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انھیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ہوا ہے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ھیں اور قریباً ۶ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ہے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ھیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ھیں - ساتویں دن وہ کالے ہو جاتے اور دو ھفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ھیں - تین ھفتہ میں ان کے دانتوں میں زھر پیدا ہو جاتا ہے - سانپ ۶ ماہ میں کینچلی چھوڑتا ہے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ہوتے ھیں - تلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماہر ہے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے (۱) -

ھمارے دور میں جین عالم ھنس دیو نے ”مرگ

---

(۱) ونے کمار سرکار - ہندو ایچیومنٹس ان اکزیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہ‌تر غاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل، مدت حمل، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھ، بھالو، گینڈا، اونٹ، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، ہرن، گیدڑ، بندر، چوہا، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھ، ہنس، باز، سارس، کوا، اُلو، طوطا، کوئل، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جسمیں ان کی قسمیں، رنگ، جوانی، زمانہ توالد، مدت حمل، عادات، فطرت، عمر، خوراک، اور مکان، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) -

شفاخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاھیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یورپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسانگ نے بھی تکش شلا ' متی پور ' متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ' کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیرویدی کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا " مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں ملی ہے اور پنڈت وی وچے راگھواچاریہ ' ترپتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وهاں سے یوروپ میں داخل هوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - هندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل هو کر ابھی تک قائم هے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوهے هندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پرفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتنی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا هے - هارون رشید نے کئی هندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے هی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا هندوستانی علم طب کا ممنون هے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ همارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں هم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے هیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) هر بلاس سار ا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۲۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۲۹ -

(۳) هسٹری آف هندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ هندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا - "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے" - سروليم هنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے - اُس میں جسم انسانی کی ترکیب ' اندرونی اعضا ' پٹھوں ' رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی ' نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے - اُن کا علم دوا سازی کامل ہے - جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے - صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ ہدایتیں کی گئی ہیں - ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے ' پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے - فتق ' بھگندر ' بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے - وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) - ڈاکٹر سول لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا - مسٹر ببور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں ' مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی" (۲) -

---

(۱) انڈین گزٹیر - انڈیا - صفحہ ۱۲۰ -
(۲) ببور - انڈین لٹریچر - صفحہ ۲۷۰ -

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھہ هندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی - دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھہ' دھرم' کام اور موکش مانے گئے هیں - یعنی دوست' مذهب' حظ نفس اور نجات - کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود هیں اُن میں واتسائن کی تصنیف "کام سوتر" سب سے قدیم هے - واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے هیں جو اس کے قبل هو چکے تھے اُن میں سے بعض یہہ هیں :- اودالک' (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت' بابھرو' دتک' سوبرن نابھہ' گھوٹک مکھہ' گونردی' کچمار' وغیرہ - ان مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے همارے دور سے کچھہ قبل کام سوتر لکھا - اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق' مردوں اور عورتوں کے اقسام' لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے هیں - مرد الھڑ کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا هے - بیوی اپنے شوهر سے اور شوهر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے' عورت کا فرض کیا هے' خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاهئے' ان سبھی امور کی توضیح کی گئی هے -

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ہے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ، زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ہیں - ان ابواب سے واضع ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ، اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ہمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے " رتی رھسیہ " لکھا - آج کل کے ھندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ہیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے " پنچ سایک " نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ہوا " ناگر سربسو " بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ہے - ہمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ھندوستان نے زمانہ قدیم سے ھی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ھی ہے جو سام گان کے نام سے مشہور ہے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ہوتا ہے - شارنگ دیو کی " سنگیت رتناکر " اس فن کی مستند تصنیف ہے - مصنف نے اس میں ہمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماهروں کے نام دئے هیں - سداشیو، شیو، برهما، بهرت، کشیپ، متلنگ، یاشتک، درگا، شکتی، نارد، تمبرو، وشاکهل، رمبها، راون، چهیتر راج، وغیرہ - اس سے ثابت هوگا کے همارے دور کے قبل موسیقی رفعت کے کس درجه تک پهونچ چکی تهی -

همارے دور میں بهی موسیقی پر بہت سی کتابیں لکهی گئیں جو آج معدود هیں - مگر ان کا پته شارنگ دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا هے - مندرجه بالا ناموں کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع)، نان دیو (۱۰۹۶ ع)، سومیش (۱۱۷۰ ع)، راجه بهوج (اکهارهویں صدی)، پرمردی (چلدیل - ۱۱۲۷ ع)، جگدے کمل (۱۱۳۸ ع)، لوامت، ادبهت (۸۰۰ ع)، شلنک، ابهی‌نوگپت (۹۹۳ ع)، اور کیرتی دهر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بهی لکهے هیں - سنگیت رتناکر دیوگری کے راجه سنگهن کے دربار کے استاد شارنگ دیو نے تیرهویں صدی کے آغاز میں لکها تها - اس لئے وہ همارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان هے - اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر، باجوں کی چار قسمیں، سروں کی آواز، اور قسم، تال، لے، زمزمه، گٹکری، راگ، گیت وغیرہ کے عیب و هنر، رقص اور اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور صدها امور کا بیان کیا گیا هے جن سے همارے زمانه کے فن موسیقی کی ترقی کا پته چلتا هے -



(١٧) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشتادھیائی کے مصنف پانینی (سنہ ۴۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نٹ سوتر موجود تھے - بھرت کا ناٹ شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونتل، کوہل وغیرہ اساتذۂ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - ناٹ شاستر کی بنیاد پر بھاس، کالی داس، بھوبھوتی، وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص "تانڈو" اور پاربتی کا نازنینانہ رقص "لاس" کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر یا "دنڈنیتی" کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالآرا تصنیف، جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں، کوتلیہ کا ارتھہ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبل کی ہے اس لئے ہم اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ہے۔ ہمارے دور کے آغاز میں کاملدک نے "نیتی سار" نام کی کتاب نظم میں لکھی۔ کاملدک نے کوتلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ہے۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے "نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، راجہ، وزیر، مجلس، شوریٰ، قلعہ، خزانہ، سزا، اور اتحاد،—راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ہی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ہیں جن میں "دس کمار چرت"، کراتارجن، اور "مدرا راکشس"، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی۔ هندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ہے کیونکہ قانون اور سیاست باہم مربوط ہوتے ہیں۔ ملکی ترقی کا ذکر ہم آئندہ کریں گے۔

سنسکرت کا " دھرم " ایک جامع لفظ ھے - انگریزی یا فارسي میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذھب دونوں اس میں شامل ھو جاتے ھیں - ھمارے دھرم شاستروں میں مذھبی قواعد ھي نہیں ' ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ھیں - ھمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتي سا وقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ھوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ھمارے دور کی تفسیروں میں " میدھا تتھی " (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ھیں - اس اسمرتی کا نفاذ ھندوستان ھی میں نہیں ' بلکہ جاوا ' برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ھوا تھا - ھمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتي کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ھے - اس کے تین ابواب ھیں (۱) آچار ادھیاے (شرع) ' بیوھار ادھیاے (عمل) ' اور پرائشچت ادھیاے (کفارہ) - آچار ادھیاے میں چاروں برنوں کے فرائض ' حلال و حرام ' زکوة ' شدھی ' رد بلا ' راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ھے - بیوھار ادھیاے میں قانون سے متعلق سبھي امور سے بحث کی گئی ھے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے ' الزام ' شہادت ' صفائي ' قرض کا لین دین ' سود ' سود در سود ' تمسک اور دیگر تحریرات ' شہادت اولیٰ ' قانون متعلق وراثت ' عورتوں کے جائدادی حقوق '

حدود کے تنازعے ، آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باہمی قصے ، مشاہرہ ، قمار بازی ، درشت کلامی سخت سزا دینے ، زنا ، اور جرائم کی تعزیرات ، پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ہے - پرائشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ہے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے " متاکشرا " نام سے لکھی - متاکشرا کو اس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ہر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ہے - موقع موقع پر اس نے ہاریت ، شنکھہ ، دیول ، وشنو ، وسشٹ ، یم ، ویاس ، برھسپتی ، پاراشر ، وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ہیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ہمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں " اسمرتی کلپترو " ایک کتاب لکھی - یہ اسمرتیاں مذہبی ہدایتوں کا بڑی کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ہو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوٹلیہ کے ارتھہ‌شاستر میں اس کے لئے " وارتا " نام آیا

ھے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب ھیں ' لیکن زمانہ سابق میں " پیداوار " ھی اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم ھی اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئی ھو - ھاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بیشمار تصانیف موجود ھیں - زراعت کے متعلق " پادپ بوکشا ' برکش دوھد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند ' کرشی پدھتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود ھیں - فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن ' چکر شاستر ' چتریت ' جلارگل ' پکشی ملشیہ آلے لچھن ' رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل ھیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما درویادی بچن ' سکل ادھکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دھار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ " مے شلپ " اور " وشو کرمی شلپ " خاص طور پر قابل ذکر ھیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ' زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موضع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شلپ میں مندروں ' مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی ' لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھہ نہ کچھہ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں ، رتناوی پریکشا ' ، رتن پریکشا ' ملی پریکشا ' ، گیان رتن کوش ' رتن دیپکا ' اور ، رتن مالا ' خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہہ خاص ہیں - ، لوہ رتناکر ' ، لوہارنو ' اور ، لوہ شاستر ' - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب ، چھیتر گنت شاستر ' موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھہ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھہ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی تھیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت هی کی بگڑی هوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے هیں اور لنکا ' برهما ' سیام وغیرہ ملکوں کے هیں یان بودھوں کی مذھبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان هی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی هوں لیکن مختلف صوبہ جات میں بھیجے جانے پر وهاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا هو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا هوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں هو گئیں - ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتکا اور آپبھرنش -

ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی ھے - اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے درجہ کے ملازم مثلاً دھیور ' سپاھی ' بدیشی ' جین سادھو اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی ھیں - ' ابھگیان شاکنتل ' ' پربودھہ چندرودے ' بھلی سنگھار ' اور ' للت بگرہ راج ' میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر آتی ھے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد کئی قسمیں ھوگئیں جن میں خاص ' اردھہ ماگدھی ' ھے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط ھو جانے سے ھی یہہ نئی قسم پیدا ھو گئی - جینوں کے آگم نام کی مذھبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں ھیں - ' پئومچری ' نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا گیا ھے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں ھے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے علاقہ کی زبان تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا گیا ھے - ' رتناولی ' ' ابھگیان شاکنتل ' اور ' مرچھہ کٹک ' وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود ھیں - اس بھاشا میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی بہت سی مذھبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی ھیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی (سپت شتی)، پرور سین کی تصنیف "راون وہو" (سیت بندھہ)، واک پتی راج کی تصنیف "گوڑوہو" - اور ہیم چندر کی تصنیف "پراکرت دویاشرے" وغیرہ نظمیں اور "وجالگ" نام کی لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ہیں - راج شیکھر کی "کرپور منجری" میں جو خالص پراکرت کا سٹک ہے، ہری اُدھہ (ہری بردھہ) اور نندی اُدھہ (نندی بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفین کے نام ملتے ہیں - مگر ان کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا "کورم شتک" اور دوسرا "کورم شتک" بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ہوئے "سرسوتی کنٹھہ آبھرن" نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات، سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور ہندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گناڈھیہ کی کتاب ' بریہت کتھا ' ہے جو اب تک دستیاب نہیں ہوئی - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں ہوئے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتی کہتے تھے - اِس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - ' مرچھہ کٹک ' ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا ہے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتی) ' پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رہتی تھی راجپوتانہ ہوتے ہوئے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن ہے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وہاں رائج ہو گئی ہو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں ہو گئی ہوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی ہی ایک شاخ سمجھنا چاہئے -

آپبھرنش (منقلرط)

آپبھرنش بھاشا کا رواج گجرات ' مارواڑ ' جنوبی پنجاب '

راجپوتانہ ' اونتی ' مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے ' بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ' کاٹھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں - قدیم ہندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلی ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ‌تر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب " بھوی سیکتکہا ' ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی " سنجم منجری ' پشپ دنت کی تصنیف " تستھہ مہاپورش گن النکار ' نیمدی کی لکھی ہوئی " آرادھنا ' یوگندر دیو کی تصنیف " پرماتم پرکاش ' ہری بھدر کی رقم کردہ " نیمی ناتھ چریو ' وردت کی " ویرسامی چریو ' " انترنگ سندھی ' " سلساکہاین ' " بھوی کٹمب چرتر ' " سندیش شتک ' اور " بھاونا سندھی ' وغیرہ بھی اِسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے " کمارپال پربودھہ ' رتن مندر منی کی " اُپدیش ترنگنی ' لکشمن گاری کی " سپاسناہ چریم ' - کالی داس کے

(۱) بھوی سیت کہا ' دیباچہ صفحہ ۳۱-۳۶ (گائکواڑ اوریئنٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

' وکرم اُروشی ' (چوتھا ایکٹ) هیم چندر کے ' کمار پال چرت ' ' کالکا چاریہ کہا ' اور ' پربندھہ چنتا منی ' وغیرہ میں جا بجا اَپ‌بھرنش بھاشا کا استعمال کیا گیا هے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں اَپ‌بھرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی هیں وہ بھی اس زبان کے اعلیٰ نمونے هیں - اُن سے معلوم هوتا هے کہ اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تھا - اُن مثالوں میں حسن و الفت ' شجاعت ' رامائن اور مہابھارت کے ابواب ' هندو اور جین دھرم ' اور ظرافت کے نمونے دئے گئے هیں - اِس بھاشا کو جینوں نے اچھی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بھاشا کی ترقی کے ساتھہ ساتھہ اس کے صرف ونحو کی ترقی بھی لازمی تھی - همارے دور کے کچھہ پہلے ور روچی نے ' پراکرت پرکاش ' نام سے پراکرت بھاشا کا ویاکرن لکھا - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری ' شورسینی ' پیشاچی اور ماگدھی کے قواعد کا ذکر کیا هے - لنکیشور کی لکھی هوئی ' پراکرت کام دھینو ' مارکنڈیہ کی بنائی هوئی ' پراکرت سربسو ' اور چنڈ کی لکھی هوئی ' پراکرت لکشن ' بھی پراکرت ویاکرن کی اچھی کتابیں هیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن ' سدھہ هیم چندر انوشاسن ' لکھتے هوے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بھی لکھا - اُس میں سدھانت کومدی کی طرح مضمون‌دار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ہے - ہیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھ کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ہے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ہے - اِسی طرح پیشاچی ' چولیکا پیشاچی اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ہے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ہیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ہے -

پراکرت فرہنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرہنگ بھی لکھے گئے - دھن‌پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اہلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ہر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ہے - مگر ہیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ہے - ہیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرہنگ ' دیشی نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ہے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - پہلے دو حروف کے الفاظ ہیں ' پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

هیں - دیسی بهاشا سیکهنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد هے - پالی زبان کی ایک لغت بهی موگ‌لائن نے ، ابهی‌دهان پدیپکا ' نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکهی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی هے -

جنوبی هند کی زبانیں

شمالی هندوستان کی بهاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی هند کی دروز بهاشاؤں کا بیان کرنا بهی ضروری هے - دراوڑ بهاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود هے - اس لئے هم اس کا مختصر ذکر کریں گے -

تامل

جنوبی هند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بهاشا هے - اِس کا رواج تامل علاقوں میں هے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتهہ کچهہ نہیں کہا جا سکتا - اِس کا سب سے پرانا ویاکرن ، تول کاپ یئم ' هے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا هے - اس کو پڑهنے سے معلوم هوتا هے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بهی ضخیم تهے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب ، نال دیار ' ملتی هے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تهی پر اب اس کے کچهہ اجزا هی باقی رہ گئے هیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو ولّلوکر کا ، کرل ' هے جو وهاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ہے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ہیں - اسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاہئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف د چنتامن ' کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ہمارے دور کی یادگاریں ہیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ہیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پونکھار	کل‌ولی‌ناڈپتو	ساتویں صدی
چے گونڈان	کلنگکو پرنی	گیارھویں صدي
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	"

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ہاتھوں ہوا - زمانہ ما بعد میں وہاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ہونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کي تقلید کی - لیکن جلد ہی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ہو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں هوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑی

تامل کی طرح کنڑی ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینوں نے هی کی - اس میں شعر ' عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود هیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں ' عروض ' پر ' کوی راج مارگ ' لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین ' لنگایت ' شیو اور ویشنو دهرموں کی مذهبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود هیں - ان میں سب سے معرکہ کی کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا هوا ' بسو پران ' هے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز هے - کوی پمپ کا ' پمپ بھارت ' یا ' وکرم ارجن وجے ' همارے دور کی شاعری کی یادگار هے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے هی دور میں کیا - اس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے هوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج هے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب هے - اس کی پرانی

---

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۴۳۳ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم، طرز تعلیم اور تعلیم‌گاہوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے - ہمارے دور کے آغاز میں ہی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں هندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیم‌یافتہ تھا - چین، جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے هندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور هندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ہر ایک متھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیم‌گاہ بنا ہوا تھا - ہر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ہوتے تھے - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ قنوج میں ہی کئی ہزار طالب علم متھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) ایپی گرافیا انڈکا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چھوٹی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پانچ ہزار متھہ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۱۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تھے - ھیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱) - ذی علم براھمنوں کے مکانات اور جین سادھوؤں کے گوشے چھوٹے چھوٹے پاتھ؛شالاؤں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے ہندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے ھی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی ھمسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالندہ ' تکش شلا ' وکرم شیل ' دھن‌کتک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ھیں - ھیونسانگ نے نالندہ کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ھیں - اس سے اس زمانہ کے تعلیم‌گاہوں کا کچھ علم ھو جائے گا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدھہ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

---

(۱) رادھا مکند مکرجی ؛ ھرش صفحہ ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطئے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور تیرھہ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور متھہ بلے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمناظرے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھہ علما اور معلموں کی سکونت کے لئے جو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں، چھتوں اور سطحوں کی شان دیکھہ کر لوگ حیرت میں آجاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھہ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - . اِس کے برعکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز، کھانا، کپڑا، دوا، کتابیں، مکان، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھہ ادبیات کے علاوہ وید، ریاضیات، نجوم، منطق، ویاکرن، طب، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاهدے کے لئے رصدگاهیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

---

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورلڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۶۸ -

آبی گهڑی مکدهه والوں کو وقت بتلاتی تهی - اس جامعه میں داخل هونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تها - یهه امتحان بهت سخت هوتا تها اور کتنے هی طلبا ناکام رہ جاتے تهے - پهر بهی دس هزار طلبا کا هونا حیرت کی بات هے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجهے جاتے تهے - هرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالندہ سے ایک هزار علما مدعو کئے تهے - مسلمانوں کے زمانه میں اس یادگار اور فیض بار جامعه کی هستی خاک میں مل گئی -

جامعۂ تکش شلا

هندوستان میں تکش شلا کا جامعه سب سے قدیم تها - پتنجلی ' چانکیه اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اسالوق تهے - سب سے عظیم الشان بهی یہی اِدارہ تها - اِس میں داخله کے لئے ۱۶ سال کی عمر کی قید تهی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تهے - " مہاست سوم جاتک " میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑهنے کا ذکر آیا هے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تهے اور رات کو پڑهتے تهے - کچهه طلبا کو اِدارہ کی طرف سے بهی کام دیا جاتا تها - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکهی جاتی تهی - مختلف جاتکوں سے معلوم هوتا هے که یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تها - اُس میں کچهه مضامین

یہہ ہیں : وید ، اتھارہ علوم ، (یہہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ، ویاکرن ، صناعی ، فن حرب ، هاتھی کا علم ، منتروں کا علم اور علم شفا - علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاهدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے - اِس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں - یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ہوا -

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے - عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا - اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے - مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا - اس میں ۴ مہینے لگ جاتے تھے - اس کے بعد پانِنی کی « اشٹ ادھیائی » حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے - اس کے بعد « دھاتو پاتھہ » پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں ، دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا - اس کے بعد جیادتیہ اور ورامن کی

" کاشکا ورتی " کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی -
اِتسنگ لکھتا ہے کہ ہندوستان میں تحصیل کے لئے
آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر
مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ ہونی
چاہئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و
نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں
مصروف ہو جاتے تھے - " نیائے دوار تارک شاستر "
(ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے
انہیں صحیح استدلال اور " جاتک مالا " کے مطالعہ سے
ادراک کی قوت پیدا ہوتی تھی - اتنا پڑھہ چکنے کے بعد
طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن
ویاکرن کا مطالعہ جاری رہتا تھا - اس کے بعد مہا بھاشیہ
پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں
ختم کر لیتا تھا ، بعد ازاں بھرت ہری کی تصنیف کردہ
مہا بھاشیہ کی تفسیر " اور " واکیہ پردیپ " پڑھائی جاتی
تھی - بھرت ہری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں
لکھی - اُس کی تفسیر دھرم پال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں
کی تھی - اس کے پڑھہ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن
میں منتہی ہو جاتا تھا - ہیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم
کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل ہونے کے بعد منتر ودیا
منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد
علم شفا کی تعلیم ہوتی تھی - ما بعد نیائے اور آخر میں
ادھیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکھتا ہے " آچاریہ

"جن" کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور گن پربھہ نے "ونےپٹک" کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا" (۱) - یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے تھے - وہ اپنا مطلوبہ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں مصروف ھو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی پوری تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذھبی معاملات میں آزاد خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستی معلومات کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جلس طلبا کی دل‌شکنی نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کی کوشش کرتے ھیں (۲) -

علما میں علمی مناظرے بھی اکثر ھوتے رھتے تھے -

---

(۱) تاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن اِنڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۷ اور واٹرس آن یوآن‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۳۵ - ۵۵ -

(۲) واٹرس آن یوآن چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم همارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذهبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذهبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانتا کاشی میں ہوتا ہے -

تیسری تقریر

نظام سلطنت ' صناعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم ہندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنھیں 'گن راج' بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاسیات بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلپیکوں ' ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ' جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالت حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس ' ہر دل عزیز ' اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اُسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

رکن اس پر اپنی اپنی رائے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجہ بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے کہ مجلس شوری کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبہ کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا هے مثلاً امور خارجہ ' شعبہ حربیہ ' شعبہ عدالت ' شعبہ مالیات وغیرہ خاص هیں - راجہ کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ همیشہ مجلس شوری سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یہہ اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجہ کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نہ کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصہ سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق هے (۱) -

راجہ کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانہ میں براهمنوں اور دهرم گروؤں کا اثر راجہ پر بہت زیادہ هوتا تھا - وہ سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دهیان نہ دیتا تھا بلکہ ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحہ ۱۶۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ' جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی " شری کنتھہ چرت ' سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ' اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنتھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولیتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے " بھکتی ' (صوبہ) " وشے ' (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ہے ؛ مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ہیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براہمن سبھا میں سب براہمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ہے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ہیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ، آبپاشی ، تجارت ، مندر ، عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھی - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گاؤں سبھا اس کی ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ لیتی تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آبرسانی کی طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئی بھی مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنوؤں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اس میں دیہی جماعتوں کی اراکین کی قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد ' اراکین کے عام انتخاب ' شاخ سبھاؤں کی تنظیم ' آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر ' وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام لکھ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پرلیٹیکل انسٹی ٹیوشنس اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵٦ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۵-۱۹۰۴ صفحہ ۲۵-۱۴۴

جانب سے لا پرواہ ہو گئی - سلطنت میں چاہے کتنے ہی بڑے انقلابات ہو جائیں ' لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ ہونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - هندوستان میں اتنے تغیرات ہوے مگر کسی فرمانروا نے پنچایتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی ہوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی ' جرمانہ ' قید ' اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - ہرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا ہے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا ہے - براہمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن ہوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اہلکار ہوتے تھے -

---

(۱) واٹرس آن ہیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیه و لکیهه نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ھے ' جن سے واضح ہوتا ھے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور با قاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ھے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ہونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا -

عورتوں کي سیاسي حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اہمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ہونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ہونے پر بھی لڑکی ھی باپ کی جائداد کي وارث ہوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ہوئی جائداد پر لڑکي کا کامل حق ہوتا تھا - ملو نے اس کا ذکر کیا ھے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ہوئے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ہندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -
(۲) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانه کے سیاسی نظام کا کچھه اندازه عهدهداروں کے ناموں سے هو سکتا هے - راجه یا سمرات کے ماتحت بہت سے چھوٹے راجه هوتے تھے جنهیں مهاراجه ' مها سامنت وغیره لقب دئے جاتے تھے - یهه راجے سمرات کے دربار میں حاضر هوتے تھے ' جیسا که بان نے بیان کیا هے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبه کے حاکم کو " اُپرک مهاراج " کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا ' بھوگک ' بھوگ پتی ' راج استهانی ' وغیره نام ملتے هیں - صوبه کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی ' یا " آیکتک " کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادهشٹهان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجه کے تحریری احکام صادر هوتے تھے - ایک تامبہ پتر سے واضح هوتا هے که یهه احکم اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مهر هو ' صوبه کے حاکم کی تصدیق هو ' راجه کے دستخط هوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل هوئی هو - (۱)

---

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بلشي راجه رتهه راج کاهبه نامه شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵)
ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحه ۳۰۲ -

مقامی سرکاروں کے مختلف اہلکاروں کے نام بھی کتبوں میں ملتے ھیں - جیسے مہتر (دیہی سبھا کے رکن) - کرامک (گانوں کا خاص حاکم) ' شولکک (محاصل وصول کرنے والا اہلکار) ' گولمک (قلعوں کا ناظم) ' دھرواَدھی کرن (زمین کے محاصل کا افسر) ' بھانڈاگار ادھی کرت (خزانچی) ' تل واتک (گانوں کا حساب رکھنے والا) بعض چھوٹے اہل کاروں کے ناموں کا ذکر بھی ملتا ھے - موجود کلارک کو اُس زمانہ میں ' دِوِر ' یا ' لیکھک ' کہتے تھے - کرنک حال کے رجسترار کا کام کرتا تھا - ان عہدہ داروں کے علاوہ دیگر کارکن بھی ھوتے تھے - ' دنڈپاشک ' چورودھرنک ' وغیرہ پولیس کے عمال کے نام تھے (۱) -

سلطنت کی آمدنی کے کئی ذرائع تھے - سب سے زیادہ آمدنی زمین کے لگان سے ھوتی تھی - لگان پیداوار کا چھٹا حصہ ھوتا تھا -

آمد و خرچ

مزارعوں پر بھی ایک آدھہ محصول اور لگتا تھا - یہہ محاصل غلہ کی صورت میں لئے جاتے تھے - ' ملڈپکا ' (چنگی کا محصول) بھی کئی جنسوں پر لیا جاتا تھا - بندرگاھوں پر آنے والے مال ' یا دوسری سلطنت سے آنے والی چیزوں پر بھی محصول درآمد لیا جاتا تھا -

---

(۱) چنتامنی ونائک وید کی ھسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد اول - صفحہ ۱۲۸-۱۳۱ اور رادھا کمد مکرجی - ھرش - صفحہ ۱۰۳-۱۰۲ -

تمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا هیونسانگ نے لکھا ھے - اس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ھے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رهتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں اِن پیمانوں کا ذکر کیا گیا ھے جیسے " مان د.ق " " نِورتن " " پداورت " وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی هاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - ھرش - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) واٹرس هیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وی وید هسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۳۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں - شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بلوائے جاتے تھے - غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے - سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ' کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا - تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی -

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی - فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا - اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے - ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں - ہرش کی فوج میں ساٹھہ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے - ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے - ہاتھی ' گھوڑے ' رتھہ اور پیدل (۱) - گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے - بان نے کامبوجج ' بنایج ' سندھج '

---

(۱) واٹرس ہیونسانگ - جلد ۱ - صفحہ ۷۰|-۷۱ -

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے هیں - زمانه مابعد میں رفته رفته رتهوں کا رواج کم هوتا گیا -

* ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا هوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - هیونسانگ نے اپنے سفر نامه میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ہے - ملایا ' جاوا ' بالی وغیرہ جزیروں میں هندوؤں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم هونے کا پته چلتا ھے - چول راجه بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - اسٹریبو نے هندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ھے - بحری فوج کے موجود هونے کا پته بہت قدیم زمانه سے چلتا ھے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے هوے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ھے - هر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر هوتے تھے - کل فوج کا افسر " مہا سینا پتی " " مہا بل ادھیکش " یا " مہابل ادھی کرت " کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو " بھٹاشو سینا پتی " کہتے تھے - سواروں کے افسر کو " برھدشوار " اور فوجی صیغه کے خزانچی کو " رن بھنڈا گار ادھی کرن " کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاہیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھی لیکن انتظامی عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھی اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکی حالت اور سیاسی نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات ہمارے زمانہ مخصوص میں ہمیشہ نہ رہے - اس میں بڑی بڑی تبدیلیاں ہوئیں - ہم اُن تبدیلیوں کا کچھ ذکر اختصار کے ساتھ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں ہندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - ہرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئیں - سولنکی، پال، سین، پرتیہار، جادو، گوہل، راٹھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے ہندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھی - سدھا ریاستوں میں

---

(۱) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۲-۵۵ -

(۲) رادھا کمد مکرجی - ہرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

بٹ جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری هوئی تهی - قومیت کا احساس بہت قوی نہ تها - اُن راجوں میں برابر لڑائیاں هوتی رهتی تهیں - اور سیاسی کیفیت روز بروز نازک هوتی جاتی تهی - ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تها - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان هوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رها - رعایا کی رائے پیروں سے ٹهکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت هی نہ تهی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - هاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت هوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود هی اپنے وزرا مقرر کرتا تها - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تهی - اس وقت تک وهی پرانے منصبدار چلے آتے تهے - گیارهویں اور بارهویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ' پروهت ' مہا دهرم ادهیکش (مذهبی معاملات کا افسر اعلیٰ ' مہا ساندهي وگرهک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ' مہا سیناپتی (سپہ‌سالار) ' مہا مدرا ادهیکرت (جس کے قبضہ میں شاهی مہر رهتی تهی) ' مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ' وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے هیں جس سے ثابت هوتا هے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلی نہ هوئی تهی - ان عہدوں کے نام کے ساتهہ ' مہا ' کے استعمال سے واضح هوتا هے کہ اُن کے ماتحت اور بهی

اہلکار رہتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھ ریاستوں میں محض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا ہے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھیتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ہی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں "پراڈ وواک" (افسر عدالت) ہی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ہے "کوی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - انہیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براہمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براہمن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ہاتھ اور داہنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کیا جاتا تھا" - اس سے تحقیق ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

---

(۱) چنتامنی ونائک وید - ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۳۲۳-۵۴ -
(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۱۶۰ -

فوجی انتظام میں کچھه تبدیلی پیدا هو رهی تهی - مستقل فوج رکهنے کا رواج کم هوتا جاتا تها - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑهتا جاتا تها - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تهے - پچهلے زمانه کے تامبے پتروں سے بهی معلوم هوتا هے که اس زمانه میں بهی سینا پتی ' هاتهی ' گهوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رکهتے تهے - (۱)

باهمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تها - سندهه تو آٹهویں صدی هی میں مسلمانوں کے قبضه میں چلا گیا تها - اور گیارهویں صدی تک پنجاب بهی لاهور تک اُن کے هاتهه میں جا چکا تها - بارهویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری هو گئی اور کچهه عرصه بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بهی اسلامی اقتدار قائم هو گیا - اور رفته رفته بیشتر هندو ریاستیں تباہ هو گئیں -

مالی حالت

هم پہلے هی کہه چکے هیں که هندوستان نے محض روحانیت میں درجه کمال نه حاصل کیا تها ' دنیاوی

---

(۱) سی وی ویدیہ - هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحه ۴۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کی مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاہتے ہیں -

زراعت اور آبپاشی کا انتظام

ہندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھی قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ہوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ہر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں ، تالابوں اور کنووں کے ذریعہ سے سنچائی ہوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ہے جس کا نام ' سُویہ ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وہاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جہلم کے کنارے بڑے بڑے باندھ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ہی نہیں ، اُس نے ہر ایک گاوں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ہے - اِسی معائنہ کے مطابق ہر ایک گاوں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ہے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ہے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ہوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ہو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندھ بنوایا تھا - راجندر (۳۵-۱۰۱۸ع) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بنوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بنوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریا کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تال بنوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہتیرے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بنواتے تھے جن سے سنچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بنوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، بیلا وغیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بنوائے تھے - کنووں سے مختلف طریقوں پر سنچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھ یہہ رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۱۰۳-۲ -

میں بھي داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ع) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائي - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کي ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانہ قدیم سے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پارتھیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتي اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلی درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھاني باتاپی (ضلع بیجاپور میں) بین‌الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق‌دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی‌ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۳۰۱-۲ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں ہندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علی ہذا اور بھی کتنے ہی بڑے بڑے شہر ہندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

ہندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے ہوتی تھی - بڑے بڑے بجرے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، ملیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانہ ما بعد کی بات ہے - ہرش نے ہیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ ہزار ہندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا ہے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ ہی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اهل هند مشاق تهے - اور زمانہ قدیم سے اِسے جانتے تهے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق هندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو هزار برس قبل بهی جهاز رانی سے واقف تهے - (۱)

تجارت کے خشکی راستے

خشکی راستہ سے بهی تجارت بہت زیادہ هوتی تهی - تجارتی آسانی کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تهیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بهی یہہ سڑکیں کچهہ کم اهم نہ تهیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تهی - یہہ راس کماری تک جاتی تهی جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تها - فوجی اعتبار سے بهی اس کی خاص اهمیت تهی - همارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تهی - معمولی سڑکیں تو هر چہار طرف تهیں - (۲) خشکی راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ هوتی تهی ' خارجی تجارت بهی هوتی تهی - رائز ڈیوڈز نے لکها هے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے هوتی تهی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا هے - خشکی راستہ سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سپیریارٹی صفحہ ۳۶۴ -

(۲) ونے کمار سرکار کی کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ هندوستان کی تجارت هوتی تھی - (۱) اِنسائکلو پیڈیا برتنیکا میں لکھا هے که یوروپ کے ساتھ هندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے هوتا تھا -

۱ — هندوستان سے پل مائرا نام کے شہر سے روم هوتا هوا شام کی طرف -

۲ — همالیہ کو پار کر کے آکسس هوتے هوے بحر کاسپین اور وهاں سے وسط یوروپ - (۲)

هندوستانی تجارت

هندوستان سے زیادہ‌تر ریشم ، چھینٹ ، ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ، اور هیرا ، موتی ، مسالے ، مور کا پر ، هاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے هندوستانی ململ نکلی هے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث هندوستان اتنا فارغ‌البال هو گیا تھا - پلینی نے لکھا هے که روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) هندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپیہ هندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

---

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ ع -
(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -
(۳) پلینی - نیچرل هسٹری -
(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار ' کاشی ' اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتی وقعت کچھہ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زمانہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے ' لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ ' چھینٹ ' شال ' دوشالے ' وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اتھارھویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اہل ہند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوہے کی صنعت تو اتنے عروج پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی غیرممالک بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ہے "دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ہے، لیکن فارس نے ہندوستانیوں سے ہی یہہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اسے حاصل کیا" - (۱)

ہندوستان کے کمال آہنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آہنی ستون ہے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑھ ہزار سال گزر گئے ہیں، پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رہا ہے، یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا "جے استمبھ" (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ہے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ہے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا ہوا ہے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوہے کی صنعت کا ذکر کرتے ہوئے مسز میننگ نے لکھا ہے کہ آج

---

(۱) ہربلاس ساردا - ہندو سوپیریارٹی صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا - (۱) لوہے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ہوتا تھا - سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے - ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ہوتا تھا - بھانت بھانت کے جواہرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے - بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ہیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ہیں - اُن میں کئی ورق پلے اور ہیرے کے بنے ہوئے ہیں اور پچی‌کاری کے طریقہ سے لگے ہوئے ہیں - جواہرات اور قیمتی پتھر کی بنی ہوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ہیں - اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ہے - پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ہوا ایک چھوٹے منہہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ہے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ہوئی ہے - سونے کی بنی ہوئی کئی مورتیں اب تک موجود ہیں - پیتل یا ہشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ہی مندروں میں موجود ہیں - اس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انہیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی -

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا - جلد ۲ - صفحہ ۳15 -

کانچ وغیرہ کی صنعت

دهاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بهی یہاں بہت اچها هوتا تها - پلینی نے هندوستانی شیشہ کو سب سے اچها کہا هے - کهڑکیوں اور دروازوں میں بهی کانچ لگتا تها اور آئینے بهی بنائے جاتے تهے - هاتهی دانت اور سنکهہ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تهیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بهی هوتی تهی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تهے - استیورنس نے لکها هے کہ هندوستان کے دستکار اتنے چهوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے هیں کہ اهل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر هو جاتے هیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تها - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تها - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تهے - جماعت کے هر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تهی - یہہ پنچائت هی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تهی - گاؤں یا ضلعوں کی سبهاؤں میں اِن کے قائم مقام بهی رهتے تهے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دهیان رکهتے تهے - آئهیں بهی ان جماعتوں

---

(۱) استیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲/۴ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اهل حرفه یا دستکاروں هي کي نه هوتی تهیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بهی بنی هوئي تهیں - گوتم' منو اور برهسپتی (سنه ۲۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچایت کا ذکر موجود هے - گڈیریوں کی پنچائتوں کا حواله کتبوں میں پایا جاتا هے - راجندر چول (گیارهویں صدی) کے زمانه میں جنوبی هند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کي پنچائت کو ۹۰ بهیڑیں اس غرض سے دی گئی تهیں که وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانه گهی دیا کرے - ایک کتبه سے معلوم هوتا هے که وکرم چول کے زمانه میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تهي - پنچائتوں کا یهه طریقه زمانه قدیم سے چلا آتا تها - بودهه تذکروں میں بڑي بڑی پنچائتوں کے حوالے ملتے هیں - گپت زمانه میں اهل حرفه کی بهت سی پنچائتیں موجود تهیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچائت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تها - اسی طرح کول' گندهی' دهانک وغیرہ پیشهوروں کی پنچائتیں بهی قائم تهیں - یهه پنچائتیں بینکوں کا کام بهی کرتی تهیں - هندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انهیں پنچائتوں کے ذریعه هوتی تهی - (۱)

---

(۱) دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تهیوریز آف دي هندوز - صفحه ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھه مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا - پہلے هندوستان میں تبادله کا رواج عام تها - دوکاندار بهی تبادله هی سے خرید فروخت کرتے تهے - سلطنت کی طرف سے اکثر اهل‌کاروں کو مشاهرہ بهی غله هی کی صورت میں دیا جاتا تها - سرکار بهی لگان غله هی کی صورت میں لیتی تهی - اس انتظام کے باعث هندوستان میں سکے بہت کم بنتے تهے - سکوں کی زیادہ ضرورت بهی نه تهی - هر ایک راجه اپنے نام کا سکه بنواتا تها - سکے بیشتر سونے ' چاندی یا تانبے کے هوتے تهے - زمانه قدیم میں بهی سکوں کا چلن تها - لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجه کا نام منقوش نه هوتا تها - صرف ان کا وزن معین هوتا تها - هاں ' ان پر آدمی ' جانور ' پرند ' سورج ' چاند ' دهنش ' تیر ' ہتهیار ' بودهی درخت ' منگل ' بحر ' ندی ' پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے هوتے تهے - یہه تحقیق نہیں هے که یہه سکے سرکار کی طرف سے بنتے تهے یا تاجروں یا پنچایتوں کی طرف سے -

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے هیں جو مالو قوم کے هیں - ان کے بعد یونان ' شک ' کشن اور چهتریوں کے سکے ملتے هیں - یہه سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش هیں - اِن کے سکے سونے ' چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ھے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ھیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ھیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ھے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بڑی بے احتیاطی سے چھتریوں کی نقل کی - ایک طرف چھتریوں ھی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ھوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ھنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وھاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ھندوستان لائے - وھی سکے راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاوار ' مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ھو گئے اور پیچھے سے انھیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ھیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ھونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ھوئی - جس کا نتیجہ یہہ ھوا کہ راجہ ھرش ' گوھل بنسی ' پرھار بنسی ' تور بنسی ' ناگ بنسی ' (نرور کے) کچھواھوں ' راشٹر کوٹوں ' (دکن کے) سولنکیوں ' جادووں ' چوھانوں (اجمیر اور سانبھر کے) ' ادیھانڈپور (اوھند) ' وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ھی سکے ملتے ھیں - لیکن ھر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ھوتی ھے - یہی سبب ھے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ھے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ھے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوھان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج هندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

هندوستان کی مالی حالت

هندوستان اپنی زراعت ' تجارت ' حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اُس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی ' جس کا ذکر هم اوپر کر چکے ھیں ' سے بھی یہی معلوم ھوتا ھے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ھیرے ' نیلم ' موتی اور پنا کی کھانیں تھیں - مشہور کوہ‌نور ھیرا بھی اس زمانہ میں هندوستان میں تھا - پلینی نے هندوستان کو ھیرے ' موتی اور دیگر جواھرات کا مخزن کہا ھے - واقعہ یہی ھے کہ هندوستان ھیرے ' موتی ' مونگے ' لال ' اور متعدد قسم کے دیگر جواھرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

بہ افراط ہوتا تھا - لوہا ' تانبا اور سیسہ بہ کثرت نکلتا تھا - چاندی زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تھی اس لئے مہنگی ہوتی تھی - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ‌گنی ہوتی تھی جو ہمارے زمانہ کے آخر تک سولہ گنی ہو گئی تھی -

ملک کی یہہ خوشحالی ہمارے زمانہ کے آخری حصہ تک قائم رہی - سومناتھہ کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی ہی جواہر نگار مورتیں تھیں - قریب ہی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھہ گھنٹے بندھے ہوتے تھے - محمود غزنی اسی مندر سے ایک کرور سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متھرا وغیرہ مقامات سے بھی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر ہندوستان کی معاصرانہ خوشحالی کا اندازہ مقصود ہو تو اس زمانہ کے بنے ہوے سیکڑوں عالی شان مندروں کو دیکھنا چاھئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواہر نگار ہیں -

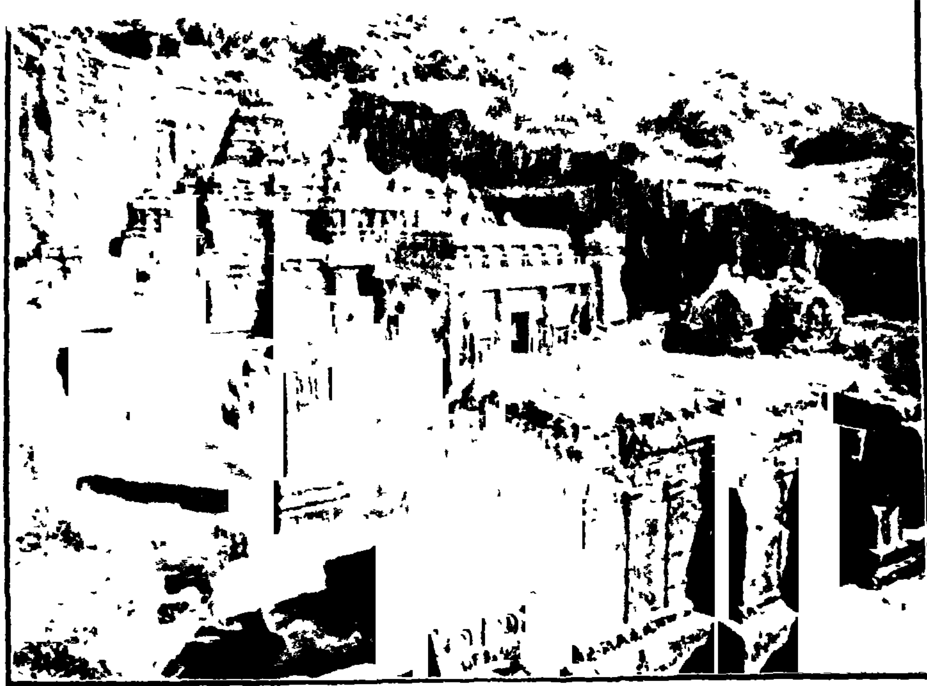
صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - ہمارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذہبی جذبات کے زیر اثر ہوا ہے - بودھہ مینار ' چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سب سے قدیم محفوظ

کارنامے هیں - مہاتما بدھ کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مینار بنوانے شروع کئے - بودھوں میں ان میناروں کا بہت احترام ہونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مینار تعمیر ہوئے جن کی صناعی قابل دید هے - مینار بڑی مندر کی طرح پاک سمجھا جاتا تھا اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ' اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تھے ' اور اُن کے چاروں طرف اُنکی هی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تھے - ایسے میناروں میں سانچی اور بھرهت کے مینار خاص هیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر ہوئے هیں - اب تک اُن پر بودھ دھرم کے قابل پرستش نشانات ' دھرم چکر ' بودھی درخت (شجر معرفت) ' هاتھی وغیرہ ' اور بدھ کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش هیں -

غار

همارے یہاں پہاڑوں کو کاٹ کر دو طرح کی گپھائیں بنائی جاتی تھیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر* ایک مینار ہوتا تھا اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع ہو سکیں - ایسی گپھاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا هے - بہار بودھ سادھوؤں اور بھکشوؤں کا مٹھ ہوتا تھا جس میں هر ایک بھکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

صفحہ ۲۱۳

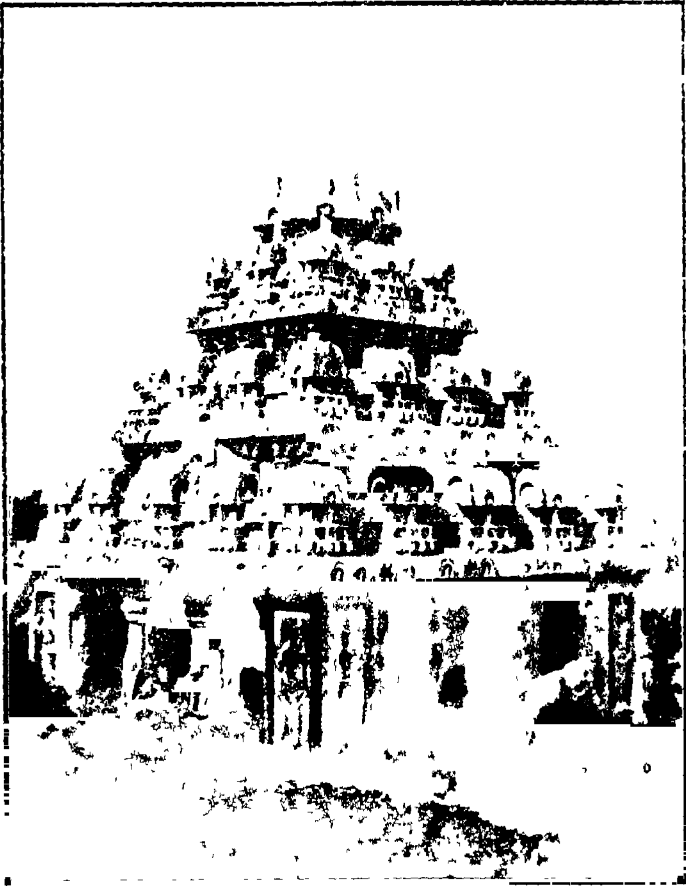
ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ' الورا ' کارلی ' بھاجا ' بھرسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ' راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - اِن میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے - زیادہ‌تر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگ‌تراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ' اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

، مندروں میں بہت کچھ یکسانیت پائی جاتی
،' فرق صرف اتنا ہے کہ جین مندروں میں ' ستونوں '
یواروں اور چھتوں میں جین دھرم سے متعلق مورتیاں اور
،انٹیں منقوش ہیں - برہمنوں کے مندروں میں اُن کے
ھرم سے متعلق اکثر جیلیوں کے خاص مندروں کی
ہاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوتی ہیں
ن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی
یں - برہمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر
ہار چھوٹے چھوٹے مندر ہوتے ہیں - ایسے مندروں کو
نچائتی مندر کہتے ہیں - برہمنوں کے مندروں میں
ماص گربھہ گرہ ہوتا ہے جہاں مورتی نصب کی جاتی ہے -
س کے آگے منڈپ ہوتا ہے - جین مندروں میں کہیں کہیں
و منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بیدی بھی ہوتی ہے -
ونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے
سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ ہوتا ہے جسے
ملک کہتے ہیں - آملک کے اوپر کاس رہتا ہے - کاس ہی
میں جھنڈی ہوتی ہے جسے دھوج دنڈ کہتے ہیں -

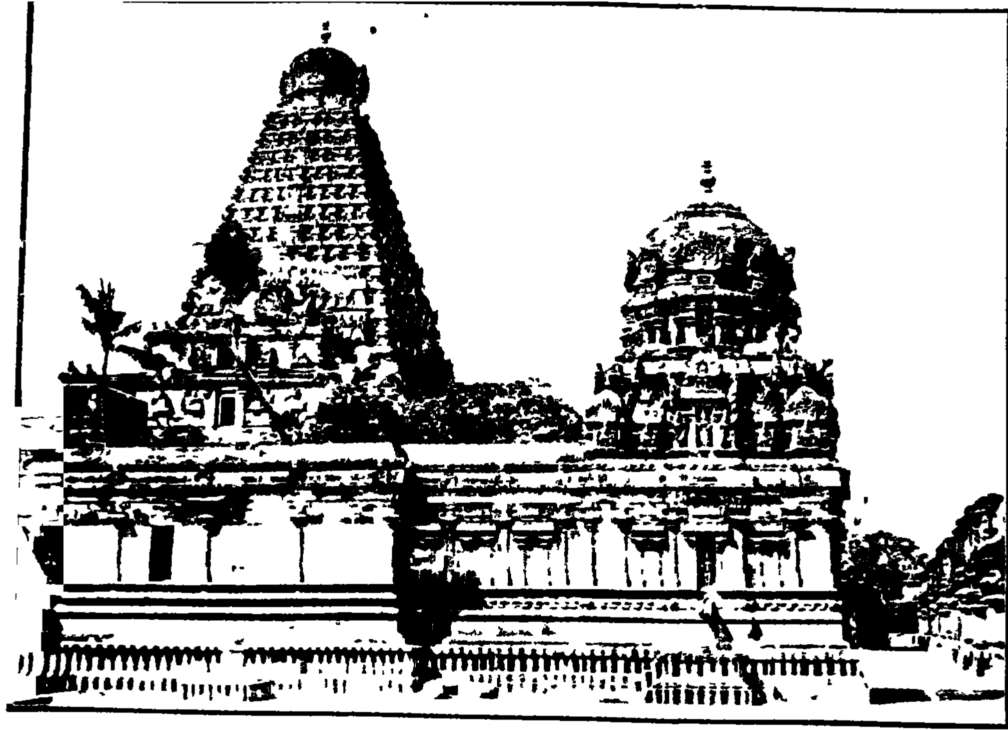
دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب ہوتی ہے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ ہوتا ہے جسے بمان کہتے ہیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا ہے - در اصل اس بمان



(۱۹) دراوڑ نمونه کے مندر کا دهرم راج راتهه

[مامول پورم]

صفحه ۲۱۴



(۲۰) دراور سمت کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵

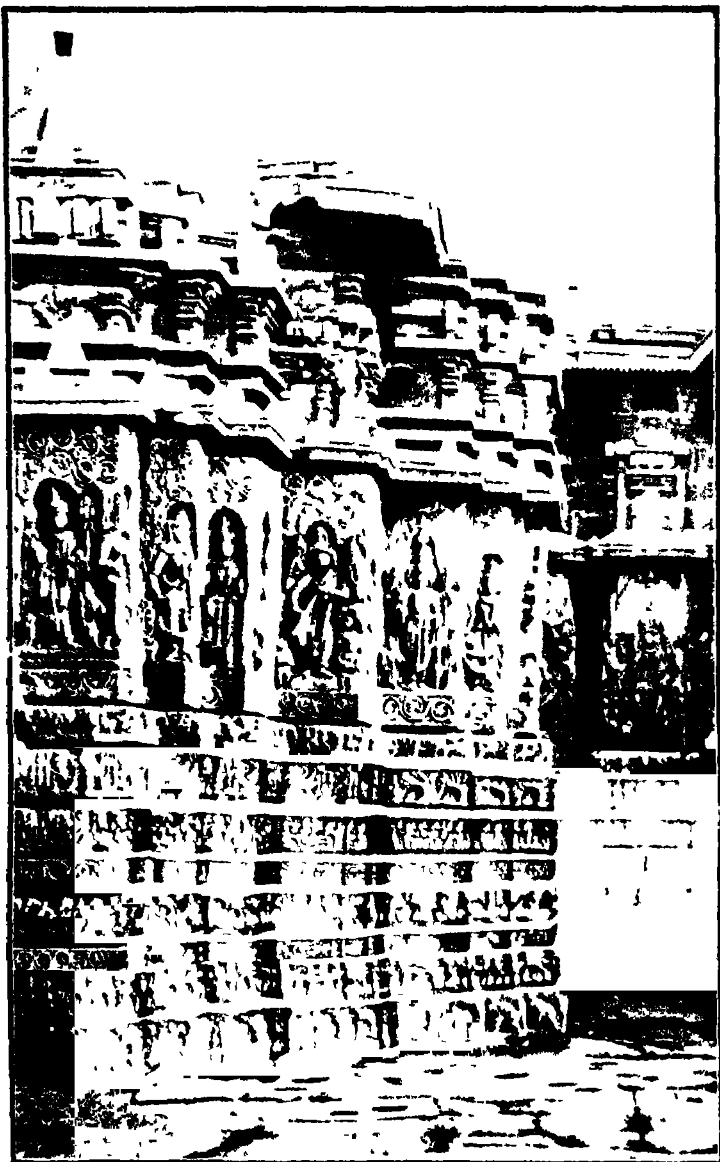
کا اوپري حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کلگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا "کوپُر" (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں "پشکر" بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی ناہ شابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک ' جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی ' کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے کے شیو اور وشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چھجےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حواله ذیل میں دیا جاتا هے -

آریه طرز کے برهمنوں کے مندر ، بهوبنیشور ، (اُڑیسه میں) ، ناگدا اور باڈولی (اُدےپور راج میں) ، چتوڑ گڑهه ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جهالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودهپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروهی راج میں) ، کهجراهو (وسط هند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسه میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - اسی طرح آبو ، کهجراهو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جین مندر بهارتی فن تعمیر کے اعلیٰ نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، اِلورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجا پور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یهه مندر کتنے اعلیٰ پایه کے هیں یهه علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

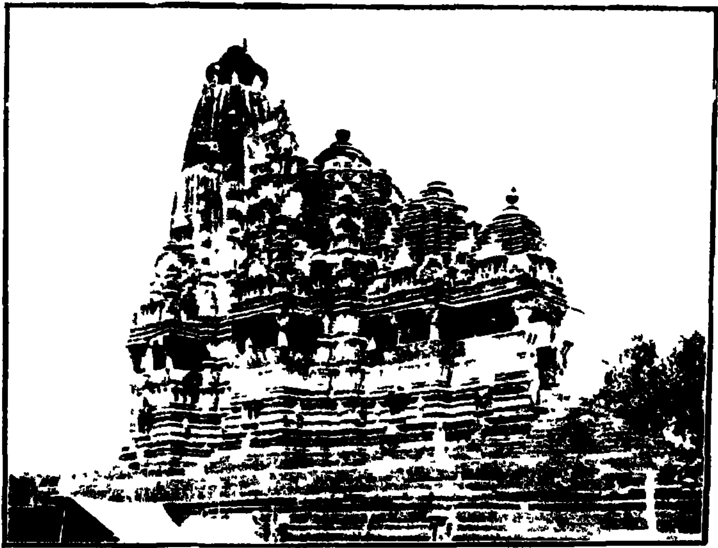
باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل ٹاڈ نے لکها هے : "اس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ، گویا کمال کا خزانه لٹا دیا گیا هے - اُس کے ستون ، چهت اور کنگرہ کا ایک ایک پتهر چهوٹے سے مندر کا نظارہ دکهاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک



(۲۱) ہوسس لیشور کے مندر کا باہری حصہ

[ہلیبوڈ]

صفحہ ۲۱۶



(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراہو]

صفحہ ۲۱۷

ہے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا ' (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : "آبو کے مندروں میں ' جو سنگ مرمر کے ہیں ' ہندوؤں کی چھوٹی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا" - (۲)

ہیلےبڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : "یہہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی" (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوی نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کہ علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

---

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -

(۲) پکچرسک اِلسٹریشنس آف اینشنٹ آرکی ٹکچر ان ہندوستان -

(۳) ہسٹری آف فائن آرٹ اِن انڈیا - صفحہ ۳۲ -

(۴) انڈیا پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

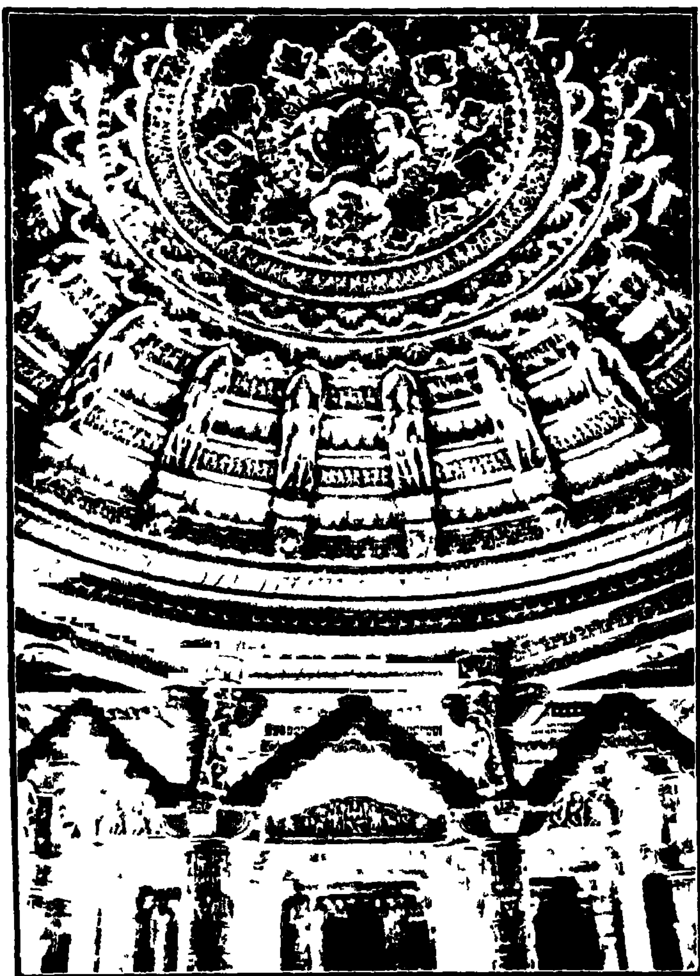
ایمان کی طرح مستحکم ہیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دھلی ، پریاگ ، سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوئے ستون ہندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم ہیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک ہی پتھر سے کاٹے گئے ہیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم ہے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا ہے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے ہوئے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود ہیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رہے ہیں - اشوک کے بعد بیس نگر کا مشہور ستون ، مہرولی (دھلی سے ۱۲ میل) کا مشہور آھنی ستون اور دیگر تعمیرات ہیں جو ہمارے دور مخصوص سے قبل کی ہیں - ہمارے دور کے ستون میں دو عظیم الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں ہیں - انہیں راجہ یشودھرمن نے اپنے فتوحات کی

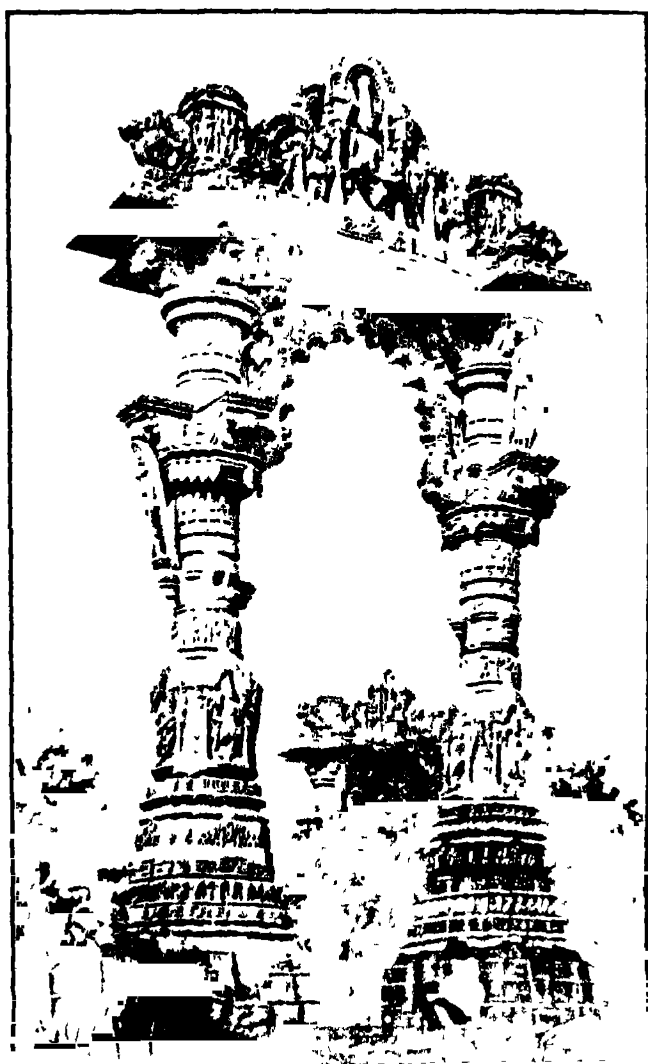
---

(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -



(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

صفحہ ۲۱۸



(۲۴) بڑنگر (گجرات) کے مندر کا پھاٹک

صفحہ ۲۱۹

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک ہی پتھر سے نہیں بنائے گئے ہیں ' بلکہ کئی ٹکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے ہیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز ہو رہے ہیں - یشودھرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر ہزاروں ستون یا تورن موجود ہیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب ہیں ' اور کچھہ مندروں ہی میں لگے ہوے ہیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی ہے - لیکن دست برد روزگار سے بچی ہوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئی ' یا قندھار سے نکلی ہوئی مختلف قامتوں کی بدھہ کی مورتیاں ہیں - متھرا کے کنکالی ٹیلے والی جین مورتوں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتوں بھی بہت قدیم ہیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی ہیں - ہندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح ہے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا ہے کہ وہ راجہ اینتی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رہنے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

هیلیوڈورر (Heliodoros) نے جو بھاگوت (وشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ "گروڑ دھوج" بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سرب‌تات نے نارایں‌ںٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پیشاور، اجمیر، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

هندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے : "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ھندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ھو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنی نہیں ھے - ھندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ہے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ھو " (۲)

پروفیسر ھیرن لکھتے ھیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ' اور نسوانی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ھندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) - ھیول صاحب فرماتے ھیں : " ھندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق ' جو

---

(۱) ھیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -
(۲) دی پینٹنگس ان دی بدھست کیو ٹمپلس آف اجنٹا -
(۳) ھر بلاس شاردا - ھندو سوپیریارٹی - صفحہ ۳۴۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ھے وہ یونان کے مجسموں میں بھی نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

همارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی ہو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود ھیں - ابھی تھوڑا ھی زمانہ ھوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلی درجہ کی تصنیف شائع ھوئی ھے - اس سے واضح ھوتا ھے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں ھو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے ھیں - مگر یہاں ھم خوف طوالت سے انھیں نظر انداز کرتے ھیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اهم تذکرہ ھے - اُس میں مختلف قسم کے صدھا اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ھے - ان میں سے بعض کا ھم ذیل میں ذکر کرتے ھیں : -

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۴۳ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے' چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے' لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ' ناف' آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود ڈال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جاے پر یہہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھلنگ نام کی لکڑی کا بنایا جاے' اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جاے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان هو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں اُڑتا ھے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ھے کہ گیارھویں صدی میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ' یہاں عام طور پر اس کا رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ھے کہ ھمیں اور بھی کتنے ھی آلات کے بنانے کا علم ھے ' لیکن اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے معاصرانہ فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ھے - اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر هم ادبیات کے ضمن میں کر چکے ھیں -

فن تصویر

هندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں - اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں ملتیں - کتنی ھی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر ھیں لیکن وہ سب ھمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد کی ھیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وھی ھیں جو گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ھیں - وھی ھمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی یادگار ھیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ھے - اس اعتبار سے اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ھے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (متھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں، اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاسٹر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں، لیکن زیادہتر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی ہندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک، وشوانتر جاتک، شڈ دانت جاتک رو رو جاتک، اور مہا ہنس جاتک، وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے، تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں، باغیچوں، جنگلوں، رتھوں، راج درباروں، ہاتھی،

گهوڑے ' هرن ' وغیرہ جانوروں ' هنس وغیرہ پرندوں ' اور کمل وغیرہ پهولوں کی بے شمار تصویریں بنی هوئی هیں - ان کو دیکهنے سے ناظر کی آنکهوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش هو جاتا هے جس میں جنگلوں ' شہروں ' باغیچوں ' اور محلسراؤں میں ' راجه ' سورما ' تپسوی ' هر ایک درجه و حال کے مرد ' عورت ' آسمانی فرشتے ' گندهرب ' اپسرا ' کِنر ' اپنے اپنے پارٹ کهیل رهے هیں - ایسی صدها تصاویر میں سے هم ایک تصریر کا ذکر اس خیال سے کرتے هیں که ان میں سے محض تصاویر کا زمانه معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکها هے که شاہ خسرو ثانی کے سنه جلوس ۳۲ (مطابق سنه ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجه پُل‌کیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پل‌کیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تها - اُس وقت کے دربار کا منظر گپها کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا هے - راجه پل‌کیسی گدی سے آراسته سنگهاسن پر بیضاوی تکئے کے سہارے بیٹها هوا هے ' گرد پیش چنور اور پنکها جهلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹهے یا کهڑے هیں - راجه کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹهے هوے هیں - قیاساً یهه لوگ ولی عهد ' یا راجه کے بهائی اور مشیران خاص هونگے - راجه اپنا داهنا هاتهه اٹها کر ایرانی سفیر سے کچهه کهه رها هے - راجه کے سر پر مکٹ (تاج) ' گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور هیروں کی ایک لڑی کنٹھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کنٹھا هے - دونوں هاتھوں میں بازو بند اور کڑے هیں ' انار کی جگہ پچ لڑی موتیوں کی مالا هے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتی هیں - کمر میں جواهرنگار کمربند هے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی هے ' باقی سارا جسم برهنہ هے - دکھنی لوگ جیسے دوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے هیں اسی طرح ایک دوپٹہ کندھے سے هٹ کر پیچھے کے تکیہ پر پڑا هوا هے ' اور اس کے دونوں سمٹے هوئے کنارے گدی کے آگے پڑے هوئے نظر آتے هیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا هے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا هے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے هندوستانی مرد هیں ان کے جسم پر وهی آدھی ران تک کچھنی کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھہ هے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھہ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا هوا هے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کی پٹی بندھی هوئی هے - باقی سارا جسم کھلا هوا هے - یہاں کی قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے هوئے نظر آتے هیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی هوتی هے - یہہ پرانا رواج هے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا هے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

---

(۱) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिका वा ।
नांजः प्रतिव्यो ढुमकें व्रजस्त्रियो विसृस्त माकामरथाः कुरूद्वह ॥

کھڑا اس کی طرف تکتکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا ھاتھہ میں لئے اُسے نذر کر رھا ھے - راجہ اس سے کچھہ کہہ رھا ھے - سفیر کے پیچھے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کھڑا ھے ' جس کے پیچھے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بھری ھوئی کشتی لئے ھوئے ھے - اُس کے پیچھے چوتھا ایرانی پیٹھہ پھیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکھہ رھا ھے جو باھر سے کوئی چیز ھاتھہ میں لئے دروازے میں آ رھا ھے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاھی کمر میں تلوار لگائے کھڑا ھے ' اور دروازے کے باھر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گھوڑے کھڑے ھیں - ایرانیوں اور هندوستانیوں کی پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق ھے ' هندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برهنہ ھے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈھکا ھوا ھے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی ھے ' کمر تک انگرکھا ' چست پاجامہ ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بھی ھیں - ڈاڑھی موچھہ سب کے تھے - ایرانی ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کنٹھی ' کانوں میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند ھے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں ھے - دربار میں فرش پر پھول بکھرے ھوئے ھیں - راجہ کے سنگھاسن کے آگے اُگالدان پڑا ھوا ھے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈھکے رکھے ھوئے ھیں (۱) - قیاساً یہہ

---

(۱) دی پینٹنگس آف اجنتا - جان گریفتھہ - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ہی بنی ہوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب ' خط و خال ' انداز و ادا ' وضع و قطع ' زلف و کاکل ' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے - علی ہذا چرند و پرند ' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوتی ہے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں مصور نے کمال کیا ہے - تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ایسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ہے - مسٹر گریفتھ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے " رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں ' وینس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں ' لیکن جذبہ نگاری میں اُن میں سے ایک بھی اِس کا ہمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ہے :-

رانی کا سر جھکا ہوا ہے ' آنکھیں نیم باز ہیں ' اور جسم

خستہ ہو رہا ہے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی ہوئی ہے اُس کی ایک کنیز ہلکے ہاتھوں سے اُسے سنبھالے ہوے کھڑی ہے ' اور ایک دوسری متفکر چہرہ بنائے اُس کا ہاتھ یوں پکڑے ہوئے ہے گویا نبض دیکھ رہی ہو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رہا ہے گویا اُسے معلوم ہے کہ مہری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی ہے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے ہوے کھڑی ہے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رہے ہیں - ان کے چہرے بھی اُداس ہیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے ہوے ہیں جو اس کی زندگی سے مایوس ہو کر غم میں ڈوبے ہوے ہیں - ایک عورت ہاتھ سے اپنا منہ ڈھانپے زار و قطار رو رہی ہے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماہروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع ہو چکی ہیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش ہیں اُن کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرہت وغیرہ کے مناروں کی دیواروں پر بنی ہوئی روایتوں اور قندھاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا فائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو تقریباً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں ' اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن ٹائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - تیای ٹیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلی پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے ' مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں ' اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے ٹی اے '

گوپی ناتھہ راؤ نے دیکھا - قیاس کیا جاتا ہے کہ یہہ تصویریں پلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی - اس مندر کی اندرونی چھتوں، ستونوں اور دیواروں پر یہہ تصویریں بنی ہوئی ہیں - یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوے ہے - اس تصویر میں ایک تالاب، خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا ہے - پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں، ہاس، بھینسے، ہاتھی اور تین سادھو ہاتھہ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں - اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب، اُن کا رنگ اور حسن دیکھہ کر منھہ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے - ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں - اس مندر میں اردھہ ناریشور، گندھرووں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں - اردھہ ناریشور جٹا، مکٹ اور کانڈل پہنے ہوے ہیں - اُن کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں - ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا - ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں - ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھہ پہاڑی پر ایک گپھا ہے - اُسے جوگی مارا کہتے ہیں - اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں -

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھہ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے هیں - تعجب تو یہہ هے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے هاتھوں سے محفوظ رهیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود هیں - انھیں سے همارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا هے -

هندوستانی فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک هندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا هوا هے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی هیں ان پر هندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا هے - وہ چوتھی صدی سے گیارهویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی هیں - جیسے لنکا میں هندوستانی تہذیب پھیلی هوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک هندوستانی تہذیب کا اقتدار تھا - اور هندوستان کے مختلف علوم و فنوں کی وهاں اشاعت هو گئی تھی -

هندوستانی فن تصویر کی خصوصیت

هندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا هیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن هے هندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - همارے اهل کمال حسن

ظاهر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا هی اپنے فن کا معراج سمجھتے هیں - ظاهر میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا؛ اُس کا پردہ کھول دینا همارے مصوروں کا اصلی نصب العین ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' هیول نے لکھا ہے " یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم هوتی هیں ' کیونکہ اهل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - هندوستانی فن تصویر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجماں ہے " (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم هندوستان هر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے هیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل هوتے

---

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ھیں، جیسے بینا ، کارتی بینا ، (۱) اور کرکری (۲) ، وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھات (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ہوئے باجے آڈمبر (۵) ، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ہے کہ ہندوستانی مردنگ، وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ہے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ہونا ممکن ہے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ہو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی گئی ہے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنئی سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریۂ سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانہ قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے - پانڈووں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رہنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے بریہن نلا کے بھیس میں راجہ ورات کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی - پانڈو خاندان کے راجہ جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھر راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رہتا تھا - وہ اپنی بینا کی خوش‌الحانی سے ہاتھیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا - ایک بار وہ اجین کے راجہ چنڈ مہا سین (پردیوت) کے ہاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا - چونکہ وہ فن نغمہ میں ماہر تھا راجہ چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا - ان دو مثالوں سے یہہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق ہوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھہ کر ان کی قدر کرتے تھے - راجہ کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بڑی ماہر تھا - گپت خاندان کا راجہ سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی ہے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے بڑھہ کر لکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش ہے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران
کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو
ایران بھیجنا ' جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود
ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے -
رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا -
عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی -
ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راجشری کو ناچنا سکھانے کا
خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں
رانی نے "پریہ درشکا" کو نغمہ کے تینوں ارکان کے
سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں
رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے -
راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے
دربار میں مردنگ بجانے والوں ' ناچنے والوں ' حمد کی گیت گانے
والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی
بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور
اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے -
کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے
مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا
ہے "نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں ' پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وهاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d' Arezzo) نے
عیسیٰ کی گیارھویں صدی میں یورپ میں اُسے رائج
کیا (۱) - پروفیسر ویبر کی بھی یہی راے ھے - ایلفنسٹن
لکھتی ھیں "هندووں کو اس امر کا فرور هونا چاهئے کہ
ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم هیں" - (۲)

---

(۱) ولیم هنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا - صفحہ ۲۲۳-

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ